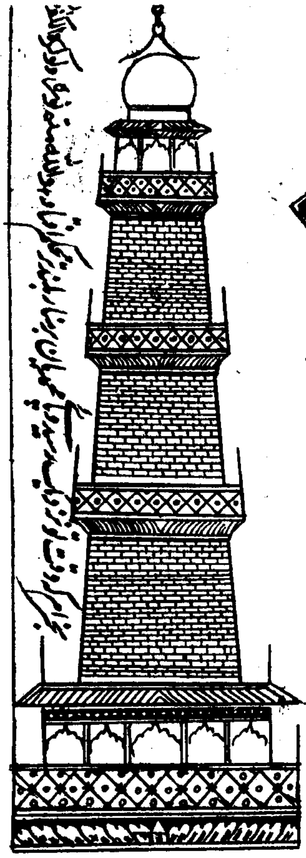


رجسٹرڈ ایل نمبر

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

إنه آوى القرية

الحکم

چہ گویم با تو گرائی جیا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـــ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ روپے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ ۱۲

فہرست مضامین

نمبر ۵ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۲ھ | جلد ۹

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا نیا انتظام

بھائیون کو معلوم ہے کہ کچھ عرصہ سے مدرسہ کا انتظام جناب محمد علی خان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ کے زیر اہتمام تہا۔ خان صاحب موصوف نے محنت اور سعی سے جہانتک خدا تعالیٰ نے انہین موقعہ دیا اور توفیق بخشی اس کو چلایا۔ بعض مصالح اور مجبوریان کے سبب سے خان صاحب کو قادیان سے باہر رہنا ضروری معلوم ہوا اس لیے وہ مدرسہ کا انتظام اور نگرانی جیسا کہ چاہیے نہین کر سکتے تہے اور یہ امر ان کی طبیعت پر شاق تھا کہ وہ اسطرح ان فرائض کے ادا کرنے سے قاصر تہے جنہین وہ نہایت ضروری سمجھتے تہے۔ حضرت اقدس حجۃ اللہ امام علیہ السلام نے ان کی تکلیف اور مجبوریون پر نظر کر کے انہین اس بار گران سے سبکدوش فرمایا اور مدرسہ کا انتظام پھر ایک کمیٹی کے سپرد کیا جس کے ممبر اصحاب ذیل ہین۔

مولوی نور الدین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب
شیخ یعقوب علی صاحب
اور خاکسار راقم۔

اب نہایت ضروری بات جسپر تمام قوم کو توجہ کرنی چاہیے یہ ہے کہ مدرسہ کیلئے مستقل سرمایہ کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات ایسے واقعات پیش آجاتے ہین کہ قیام مدرسہ کی صورت دشوار معلوم ہوتی ہے اس مین شک نہین کہ مومنین کے کام ابتدا مین ایسی مشکلین اختیار کرتے ہین کہ ان کی نسبت کامیابی کی پیشگوئی کرنا آدمین کی نگاہ مین دور از کار معلوم ہوتا ہے مگر آخرکار خدا تعالیٰ کی نصرتین حسب وعدہ ان کی دستگیری کرتی اور ان کے بگڑے ہوئے کامون کو زمینی مدبرون کے کامون سے بڑھ کر سنوار دیتی ہین کیا ہی مبارک اور ایمانون کو بڑھانے والی تقریر فرمائی حضرت امام علیہ السلام نے اس سے اگلے دن جبکہ مدرسہ کو اپنے خدام کے سپرد کیا۔ فرمایا اس وقت جو مالی مشکلات ہین ان کے لحاظ سے مضطرب نہ ہونا چاہیے۔ دیکہو سکہون نے کتنا سرمایہ جمع کر لیا اور پہر دکہایا کہ ان کے مدرسہ کی بنیاد مضبوط ہوگئی ہے۔ یہ حال ہے اس قوم کا جنکی ترقی زمینی اسباب کی بنا پر اور زمین پر ہے۔ ہماری ترقی خدا تعالیٰ کے وعدون کے موافق اور آسمان پر لکہی جا چکی ہوئی ہے ہمین کبہی نا امید نہین ہونا چاہیے اور فرمایا ہمارے تمام کاروبار کا ذمہ وار اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا وعدہ ہے کہ تمام رکاوٹون کو ہماری راہ سے اٹہا دیگا۔ کوشش کرو اور کوشش سے نہ تھکو اور نہ ہارو۔ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اسباب اور جائز وسایل کو مضبوط پکڑو اور دعائین بہی کرو وہ اپنے وعدون کے موافق خود سب کچھ کر دے گا۔

اس وقت نہایت ضروری بات یہ ہے کہ دو ہزار روپیہ ہمارے پاس موجود ہو اور یہ یکمشت چندون سے بہت جلد جمع ہو جائے۔ اور ماہوار چندہ باقاعدہ ہو اور کوئی فرد بہی احمدی جماعت کا چندہ سے باہر نہ رہ جائے خواہ کتنی ہی قلیل مقدار اپنے ذمہ لے۔

بہت واضح اور پہاڑ کر لکہنا ضروری نہین مناسب وقت اور تقاضائے مصلحت یہ ہے کہ ہمارے بہائی ہر ایک کام سے اسے اہم سمجہ کر ہمت باندہ لین اور ہر شہر مین کارروائی کرکے قوم اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ثواب اور اجر کے مستحق ہبنین۔

آخر مین اللہ تعالیٰ کی جناب مین دعا ہے کہ وہ ان چند حرفون مین اپنی طرف سے برکت رکہہ دے اور قوم کے دلون کو اس کار خیر کی طرف مصروف کرے۔ اور ان کے قلب مین الہام کرے کہ ایک دفعہ ہی غفلت کو چہوڑ کر پوری سعی مین لگ جائین۔

خاکسار عبد الکریم

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۶)

یسوع کی یہ فعلی شہادت ثابت کررہی ہے کہ باوجود یحییٰ سے توبہ کا بپتسمہ پایا۔ باوجودیکہ انجیل نویسوں نے کبوتر کی صورت میں روح القدس کا نزول اس پر تسلیم کیا لیکن بپتسمہ کے بعد ہی نزول روح القدس کے ساتھ ہی شیطان اسے جنگل میں لے گیا۔

اس قولی اور فعلی شہادت کے بعد مجھے ضرورت نہیں کہ میں اس مضمون پر زیادہ بحث کروں انجیل یسوع ناصری کی اگرچہ مکمل لائف نہیں تاہم جسقدر ہے وہ اسکے حالات زندگی پر روشنی ڈالنے کیلئے کافی ہے۔ اسکو پڑھکر کوئی شخص یقین نہیں کرسکتا کہ یہ شخص ایک متدین، متورع اور انسان کی مکمل اور پاکیزہ زندگی کا نمونہ ہو۔ اخلاقی عیوب اور کمزوریاں یسوع کی انجیل کے متعدد مقامات سے ثابت ہیں کوئی عیسائی انکار کرے تو میں انشاء اللہ العزیز دکھانے کو طیار ہوں۔

میں سچ کہتا ہوں کہ انجیل موجودہ انسانی زندگی کے لوازمات اور اسکی اخلاقی معاشرتی تمدنی اور سیاسی کسی پہلو پر قطعاً کوئی روشنی نہیں ڈالتی ہے اور جس رنگ اور راہ سے دیکھو نامکمل اور ادھوری ہے۔

اب جس قوم کا لیڈر اور ہادی بجائے خود ایک ناقص اور کمزور ہے اسکی قوم میں اعلیٰ کمالات اخلاقی اور روحانی کا پیدا ہونا ایک امر محال ہے چنانچہ کفارہ کی تعلیم نے جو ہری گت اس مذہب کے پیروؤں کی کی ہے وہ کسی شرح کی محتاج نہیں ہے۔ اگر خود اس کے اپنے ہی زمانہ کو دیکھا جاوے جبکہ وہ اپنی قوت قدسی اور پاکیزہ نمونہ سے حواریوں پر اثر ڈال سکتا تھا۔ تو اس جماعت کی کمزوریوں اور اخلاقی لغزشوں کیلئے انجیل کے سوا کسی اور شہادت کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ خود یسوع صاحب نے ہی جو سارٹیفکیٹ اپنے شاگردوں کو دیا ہے وہ کافی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جماعت اس نے طیار کی تھی وہ روحانیت کے لحاظ سے بہت ہی کمزور اور ناقابل ذکر قوم ہے۔ اور اسوقت جو موجودہ قوم ہے اور اسکی جو حالت ہو رہی ہے وہ الحکم کے ناظرین سے مخفی نہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ کس طرح روشن خیال اور سمجھدار لوگ اس مذہب سے کنارہ کش ہو رہے ہیں اور وہ عیسائیت کی بجائے دہریت کو اختیار کرتے جاتے ہیں جبکہ حالت ایسی ہے تو یہ کہنا کہ نجات دہندہ پیدا ہوا اور اس دن پر خوشی کرنا کمال درجہ کی نادانی اور غلطی ہے۔ پس میرے ناظرین جنکو اس مضمون کے شروع میں میں کسی گرجا یا مشن کمپونڈ میں لے گیا تھا غالباً اس نظارہ کو دیکھکر اب خوش نہیں ہونگے بلکہ انہیں ان لوگوں کی واجب الرحم حالت دیکھکر تعجب ہوتا ہوگا کہ یہ قوم کیسی غفلت اور لاپروائی کی موت میں مر رہی ہے۔

معزز ناظرین یہ بالکل سچ اور درست ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ اس سے ایک مفید سبق بھی آپکے سامنے پیش کروں۔ آپ کو بخوبی علم ہوگیا ہے کہ عیسائی مذہب ایک مردہ مذہب ہے جس کے اندر برکات اور انوار روحانی کا شمہ بھی موجود نہیں لیکن باوجود اس کے آپ دیکھتے ہیں کہ ایک باطل کی اشاعت اور اسکی رونق کیلئے کسقدر سعی کر رہے ہیں۔ انکی عبادتگاہوں کو جب انسان دیکھتا ہے تو اس پر ایک قسم کا رعب پیدا ہوتا ہے ہرچند کسی مذہب کی سچائی اور حقیقت اسکی عبادتگاہوں کی عالیشان اور شوکت کے اندر مخفی نہیں تاہم یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے کہ عبادتگاہیں بلحاظ اپنے مقصد اور غرض کے عمدہ اور عالیشان ہوں پھر اس امر پر نظر کرو کہ یہ لوگ اشاعت انجیل اور عیسویت کیلئے لاکھوں کروڑوں نہیں اربوں روپیہ پانی کیطرح بہا رہے ہیں اور ہزاروں عورت و مرد ہیں جو اپنی زندگیاں وقف کرکے اس اشاعت باطل کیلئے سعی کر رہے ہیں میں نے ایک اخبار میں پڑھا تھا کہ ولایت کے عیسائیوں نے صرف ایک وقت کی چاء میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا اور اس بچت سے کئی ہزار سکول قائم کرلئے۔ غرض عیسویت کی اسقدر اشاعت اور اس پر ان لوگوں کا باوجودیکہ زمانہ ترقی میں کوئی دلیل وہ پیش نہیں کرسکتے پھر بھی سرپٹ اس میدان میں دوڑ رہے ہیں۔ اس سے ہم لوگوں کو جو حقیقی اور زندہ مذہب کے متبع ہیں سبق لینا چاہئیے اور اشاعت اسلام کے وسایل اور ذرایع کیلئے پوری کوشش کرنی ضروری ہے۔

عیسویت کا یہ غلو اور غلبہ ایک خاص امر کیلئے ضروری ہی تھا۔ یہ غلبہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور آمد کا نشان ٹھیرایا گیا تھا۔ کیونکہ اس کا کام کسر الصلیب بتایا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ وقت ہے جبکہ مسیح موعود کو آنا چاہئیے تھا۔ پھر ان لوگوں کو کسقدر خوش ہونا چاہئیے اور سجدات شکر بجالانے چاہئیں جنہوں نے اس آنیوالے موعود کو شناخت کرلیا۔ پس شناخت موعود کے بعد ہر شخص کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اس سلسلہ کی اشاعت کیلئے حسب مقدور اور روپے دامے قدمے سخنے جسطرح ہو سکتا ہے حصہ لے۔ کیونکہ یہی ایک سلسلہ ہے جو اشاعت اسلام کا حقیقی ذریعہ ٹھیرایا گیا ہے اور جو اسلام کے زندہ مذہب ہونیکا زندہ ثبوت اپنے پاس رکھتا ہے۔ ناظرین کو اب میں دوسرے مقام پر لیجانا چاہتا ہوں۔ اسلئے آؤ نیشنل کانگرس کے پنڈال میں چلیں اور دیکھیں وہاں کیا ہو رہا ہے۔

(باقی ساتویں نمبر میں)

تنزل کیوں اور تنزل سے ترقی کیونکر ہوتی ہے

ذیل کا ایک مضمون بجنسہ درج کرتا ہوں یہ مضمون میں صرف معنی اور مفہوم کو مدنظر رکھکر اخبار میں دیتا ہوں اسلئے انشاء پردازی اور زبان دانی کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔ ایڈیٹر

قوم کا حد سے کوئی گھٹنا و مٹنا دیکھے
آج وہ اسلام کی حالت کا بگڑنا دیکھے
بعد ظلمت کے اوجا ہے کو نہ ماننے کوئی
آفتاب کا ڈوب کے پھر دن کو وہ چڑھنا دیکھے

اللہ جل جلالہٗ کی یہ سنت قدیمہ ہے کہ جب خدا کی مخلوق صراط مستقیم کو چھوڑ کر افراط و تفریط کی وجہ تنزل کرکے مغضوب علیہم اور الضالین کے درجہ پر (جو سورہ فاتحہ کی آیتوں کے لحاظ سے نیچے کا درجہ ہے) پہونچتی ہے تو اسوقت الرحمٰن رحیم کی طرف سے (جو شروع سورہ فاتحہ کی ہے) مامور و مرسل کا نزول ہوتا ہے۔ تاکہ وہ دنیا کو نئے سر سے اپنی قوت قدسی کیساتھ بندگان خدا کو صراط مستقیم پر قائم کرکے اللہ رب العالمین کا چہرہ دکھائے وہ مامور کون ہوتا ہے اسکی علامت کیا ہے۔ وہی تو ہے جو اکمل طور سے انعمت علیہم کا مصداق ہو یعنے خداوند کریم سے مکالمات کا شرف رکھتا ہو جو انذاری اور تبشیری پیشگوئیوں پر مشتمل ہوکر نذیر و بشیر کے رنگ میں نازل ہوتی رہتی ہیں اسوقت جو لوگ سچے دل سے نہ کہ تقلیداً بلکہ حقیقتاً صراط مستقیم کے طلبگار ہوتے ہیں اور رات دن خدا سے اہدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتے رہتے ہیں انکو منعم علیہ کی شناخت بھی دی جاتی ہے وہ ان انعامات کی وجہ سے اس مامور کو منہاج نبوت کے معیار پر پرکھ لیتے ہیں بعد شناخت کے وہ صرف زبان سے دعا کرنے والے اور اقراری زبانی بیعت میں شامل ہونے والے ہی نہیں ہوتے بلکہ ایاک نعبد کے اقرار کے موافق عملی پیرایہ میں اس مامور کے تابعدار ہوکر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ تو مالک یوم الدین کے دربار تک ان کی رسائی ہوتی ہے وہاں پہونچکر الرحمٰن الرحیم کی صفات کا ملاحظہ کرتے ہیں کہ وہ رحیم انکی محنت کو ضایع نہیں جانے دیتا۔ اور نہ وہ اپنے عمل پر گھمنڈ کرتے ہیں۔

چونکہ صفت رحیمیت کے اوپر نظر پڑتی ہے تو صفت رحمٰن کی نظر آتی ہے کہ وہ اللہ اپنے فضل و کرم سے اس راہ کے طے کرنے کیلئے جو کچھ اسباب کی ضرورت تھی وہ سب اس رحمٰن بے مانگے دینے والے کا ہی عطیہ ہے جب اس کے اوپر نظر کرتے ہیں تو اپنے کو اس عالم میں پاتے ہیں جو خداوند کریم کے علم میں بے حس و حرکت و تمام صفات مدرکہ سے ساتھ پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں صور علمیہ کو رب العالمین کی ربوبیت کے فیضان نے ہی باہر لایا جو ہر آن و ہر لحظہ اس کے شامل حال ہے وہاں پہونچکر بھی وہ خدا نہیں بنتے بلکہ العالمین کے دایرہ میں رہ کر ان کو بے اختیار کہنا پڑتا ہے

وقیل الحمد للہ رب العالمین
واخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین

اور جو لوگ اوس نعمت عظمیٰ یعنے مامور من اللہ کی صحبت سے فیض حاصل نہیں کرتے بلکہ الٹا وہ اپنے قوت غضبیہ کو تحریک دیکر اس مامور کے انکار و استہزا میں کمر باندھتے ہیں تو اور بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ تو خداوند کریم اپنی قہاریت کے لحاظ سے عذاب نازل کرتا ہے جو آجکل طاعون کی شکل میں وارد ہوا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

راقم خاکسار عبداللہ ابن امام الدین حاجی سوداگر کتیا پور تعلقہ شورا پور ضلع لنگسگور۔

رسید زر آمدنی مدرسہ

۷ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) منشی محمد حسین صاحب ذوفرقانو نگو ظفروال [illegible]
(۲) جماعت کپورتھلہ معرفت میاں عبدالمجید صاحب ۶ روپے
(۳) مولوی محمد فاضل تاجر چرم کبیر والا ضلع ملتان [illegible]
(۴) میاں نورالدین متعلم [illegible] [illegible]
(۵) چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ [illegible]
(۶) شیخ ضیاء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر [illegible] [illegible]
(۷) خلیفہ نورالدین صاحب جموں [illegible]

۸ فروری ۱۹۰۵ء
منشی غلام قادر صاحب مدرس [illegible] ڈاکخانہ [illegible] ضلع جالندھر [illegible]

میزان کل [illegible]

آمد درباره یادگار پیشگوئی

۹ فروری ۱۹۰۵ء
منشی غلام سرور صاحب قانونگو [illegible]
۱۰ فروری ۱۹۰۵ء - منشی غلام نبی صاحب احمدی مدرس دوئم مدرسہ پور ہیران متصل ہوشیارپور [illegible]
میزان [illegible]

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

۱- انسان دنیا میں چار قسم میں۔ بعض اپنی قومیت یا ملک یا تربیت وغیرہ کے باعث نیک اصول سادہ طور سے حاصل کرتے اور جو سکھائے جاتے وہ سچے اصول ہی ہوتے ہیں۔ مثلاً احمدیت۔ ہم نے جسقدر ترقی کی ہے اونہیں اصول تک پہونچے ہیں جو ہماری ماں نے ہمیں بتلائے تھے بالمقابل دوسری قوم ہے کہ بدبختی سے گند شرارت۔ بے ایمان وغیرہ اونکو بتائے گئے ہیں۔ مثلاً فواحشات کی لڑکیاں مشرکوں اور بت پرستوں کی اولاد۔ ڈاکو زن۔ چور۔ دغاباز۔ اپنی اولاد کو کیا سکھاتے ہیں۔ پس ایک قوم نے سادگی سے سچائی اختیار کر لی اور دوسرے نے سادگی سے بدی اختیار کر لی۔

دونوں کے اخیر میں ایک اور قوم ہے وہ وہ لوگ ہیں جو نیکی یا بدی کو ابتدا میں سیکھنے پر اونکی طبیعت میں چلبلا پن ہوتا ہے اور وہ بدون اعتراضات کو سننے پر اوسطرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور اپنے اصولوں پر قایم رہتے مثلاً ایک شخص پادری کے وعظ میں بول اوٹھا کہ کیا تم کوئی شیخ سعدی سے بڑے آدمی ہو دیکھو تو اوس نے صاف کہا ہے کہ

تورات و انجیل منسوخ کرد

پس تورات اور انجیل منسوخ ہو چکی ہے۔ پس بعض وہ ہیں جو دوسروں کے اعتراضات کو اور سوال و جواب کو سنتے ہی نہیں۔ اور نہ انہیں اس بات کی ضرورت ہوتی ہے۔

چوتھی قسم کے وہ لوگ ہیں۔ جو سوال کو سنتے اور اسپر غور کرتے اور بعض وقت ان اعتراضات پر مایل ہو جاتے اور کہہ اوٹھتے کہ یہ بات قابل قدر ہے۔ ان لوگوں پر جب سوال کی زد آ کر پڑتی ہے تو گھبرا جاتے۔ اور کبھی تو خود جواب سوچتے اور کبھی کسی دوسرے سے جا کر دریافت کرتے ہیں۔

پس چوتھی قسم کے لوگوں کے واسطے ہی علم کلام کی کتابیں ہوتی ہیں مگر یہ بھی چوتھے قسم میں سے وہ لوگ ہیں جو خود غور و خوض نہیں کر سکتے۔ پھر دوسروں سے جا کر دریافت کرتے ہیں پس مرزا صاحب نے بھی ایسے لوگوں کو ہی مخاطب فرمایا ہے۔ باقی اقسام کے لوگ تو بالکل محتاج نہیں ہوتے۔

۲- قرآن کریم کی راست بازی کی ایک باریک مثال

جب کوئی شخص یہ دعوے کرے کہ میں کامل ہوں یا میری کتاب کامل ہے۔ تو چونکہ کامل چیز دوسری کسی کی محتاج نہیں ہوتی اسلئے ضرور ہے کہ وہ اپنے کمال کی آپ ہی دلیل بھی پیش کرے۔ اور اگر اس کے کمال کی دلیل کوئی اور شخص دیتا ہے خود مدعی دلیل نہیں دے سکتا تو معلوم ہوا کہ وہ خود کامل نہیں۔ پس جو کلام خود اپنے کمال کا دعویٰ کرے۔ اور اپنی خوبی کے دلایل بھی خود پیش کرے اور جس عقیدے باطلہ کو وہ دفع کرنا چاہتی ہے اوس عقیدے اور اسکی برائی کو بھی بیان کرے تو وہ کلام کامل کلام کہلائیگی۔ مثلاً قرآن نے دعوے کیا ہے کہ شرک بری چیز ہے۔ اگرچہ اسکی نسبت قرآن میں یہ ذکر کثرت سے آیا ہے مگر میں ایک ذکر بطور مثال بیان کرتا ہوں۔

اغیر اللّٰہ ابغی کم الٰہ وھو فضلکم علی العلمین۔ احمقو تم کہتے ہو کہ کوئی بت بنا دو خدا کے سوائے۔ خدا نے تو بندے کو بڑی بزرگی اور طاقت دی ہے۔ اور بت تو تم سے کمزور ہیں۔ مثلاً آگ کی لوگ پرستش کرتے پھر آگ ہماری خادم ہے ضرورت کے وقت اوس کو جلاتے اوس سے کام لیتے اور جب چاہتے اسکو بجھا دیتے ہیں۔ علی ہذا القیاس۔ پانی۔ مٹی ہوا۔ سورج۔ چاند۔ بوٹا۔ پتھر۔ یہ تو سب خادم ہیں۔ پس شرک بتایا۔ اور اس کے برے ہونے کی دلیل بتائی۔

اسیطرح نبوت کا ثبوت دیا ہے۔ شہد کی مکھی اور دودھ اور پھلوں وغیرہ کی دلیلیں ملاحظہ کرو۔

پس قرآن میں ہر دعوے کی دلیل دیگئی ہے اور یہ ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا اصل ہے کہ ہم نے کبھی ۱۳ سو برس کی کتاب میں نہیں دیکھا۔

۳- مرزا سلطان احمد صاحب سے ایک کمشنر صاحب نے دریافت کیا کہ مرزا صاحب کے الہام کے دعوے میں تمہیں بھی اتفاق ہے۔

جواب دیا کہ یہ سوال میرے نزدیک ایسا مشکل ہے کہ میں کیا جواب دوں۔ آپ کمشنر اور میں تحصیلدار پھر میں بیٹا اور مرزا صاحب میرے باپ۔

بہرحال میں یہ کہہ دیتا ہوں۔ کہ کیا خدا رازق تھا۔ اسکا جواب یہ ہوگا کہ ہاں تھا۔ کسطرح۔ اسلئے کہ وہ اب بھی رازق ہے۔ کیا خدا خالق تھا۔ ہاں تھا اسلئے کہ آج بھی خالق ہے۔ پس کیا خدا کسی کے ساتھ ہمکلام ہوتا تھا۔ ہاں ہوتا تھا پس آج بھی کسی سے ہمکلام ہوتا ہے۔

ہمارے یہ لوگ بعض اوقات سوال کر بیٹھتے ہیں کہ دنیا میں خدا نے پہلی کتاب ہی کیوں کامل نہ کر دی بار بار کتابوں کے بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔

جواب۔ خدا کا کلام۔ خدا کا قول ہے اور دنیا خدا کا فعل ہے۔ اور خدا کے فعل میں ضرورتوں پر اشیاء کا ظہور ہوتا ہے۔ یا نہیں۔ مثلاً ریل آج کیوں بنی۔ پہلے کیوں نہ ایجاد ہوئی۔ پس پہلے بادشاہ ایسے ظالم تھے کہ مخلوقات کو ایک گاؤں سے نکلکر دوسرے گاؤں تک جانیکی اجازت نہ ہوتی تھی۔ تو اگر اس وقت ریل ایجاد ہوتی تو لوگ سوار ہو کر کہاں جاتے یا محاصل و اسباب تاجروں کا لوٹ لیا جاتا تھا تو لندن سے کوئی شخص اسباب تجارت جہاز پر لاد کر بمبئی لایا اور بمبئی کے بادشاہ نے اوسے لوٹ لیا۔ تو وہ ایسی تجارت سے کیا فایدہ اٹھاتا۔ یا مثلاً ایک بچہ کو تولد ہوتے ہی عمدہ سے عمدہ اور لذیذ سے لذیذ کھانا تم لا کر کھلا دو تو یہ تمہاری غلطی ہوگی کیونکہ اسوقت اوسکو ماں کے دودھ کی ضرورت ہے نہ کہ تمہارے لذیذ کھانوں کی پس قبل از ضرورت مدلل کتاب کا آنا غیر ضروری تھا پس جسطرح بچہ سکھایا اور تربیت دیا جاتا ہے اسیطرح اللہ تعالےٰ نے خلقت کو سکھایا ہے۔

اسیطرح خدا کی وحی بدون محرک کے نہیں ہوئی میں نے خود تجربہ کیا ہے کہ جبتک قلق۔ اضطراب اور گھبراہٹ طلب کی نہ ہو اوسوقت تک خدا تعالےٰ کے نکات معرفت حاصل نہیں ہوتے۔ پس یہ نکتہ معرفت کا ہے خدا کے حضور میں تو سب کچھ موجود ہوتا ہے۔ پر خدا کے نزدیک وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ کا اندازہ ہوتا ہے۔

اسی لیے میرا خیال ہے کہ لکچروں اور وعظوں کے واسطے بھی قبل از وقت تیاری نہیں کرنی چاہیئے۔ یا کہ ایک کتاب کا مسودہ تحریر کر کے بہت مدت رکھ رکھنا اور درست و یکر بعد اسکو چھاپنا غلطی ہے کیونکہ اگر وقت پر خدا کی توجہ ہو تو وہ خود حسب ضرورت مضامین سمجھا دیتا ہے۔ پس اوس زمانہ میں مخلوقات انسانی دنیا میں تھوڑی تھی دوسرے بلاد میں اونکا کوئی تعلق نہ تھا۔ نہ بیماریاں اس کثرت سے تھیں اور نہ ایسی تحریکیں تھیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کیوں کسی چیز کو بلا ضرورت اور بدون طلب نازل کر دیتا مثلاً لوہا۔ سکہ۔ کوئلہ۔ وغیرہ اشیاء پر نظر کرو۔ انکو ظاہر نہیں کیا جبتک کہ انکی ضرورت دنیا کو محسوس نہیں ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حرمت ہوگی اور دنیا کی قومیں آپس میں ملجاوینگی پس ایسی کتاب نازل کرنی چاہیئے جو کل دنیا کے واسطے جامع ہو۔ فقط

پہ خاکسار ایڈیٹر الحکم کی خدا کے فضل سے یہی اصل مصدقی ہے کہ ہیچمیچ کہتا ہے وقت پر کہتا ہے۔ ایڈیٹر

تفسیر القرآن پر ریویو نواب فتح نواز جنگ مرحوم

دفتر کے بعض کاغذات کی ترتیب کرتے ہوئے مجھے عالیجناب نواب فتح نواز جنگ مولوی سید مہدی حسن صاحب مرحوم بیرسٹرایٹ لا کے تین خط ملے جو آپ نے نہایت قدر دانی سے مجھے تفسیر القرآن پڑھ کر لکھے تھے۔ چونکہ ان سے نواب صاحب مرحوم کا وہ عشق جو آپ کو قرآن کریم سے تھا معلوم ہوتا ہے اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ ان فقرات کو جو خاص تفسیر القرآن کے متعلق ہیں الحکم میں چھاپکر بقدر امکان محفوظ کر دوں۔ اور اس سے یہ بھی فایدہ ہوگا کہ علی گڈھ کالج سے تعلق رکھنے والے بزرگ جو نواب صاحب مرحوم سے بھی دوستانہ تعلقات رکھتے ہونگے شاید فایدہ اٹھا سکیں۔ ایک خط میں لکھتے ہیں۔ جناب مولانا! السلام علیکم تفسیر دوسرے پارہ کی صرف ایک ربع تک ہے اور میرا پہلا پرچہ تفسیر القرآن جو شروع ہوا ہے یعنے ۱۰ جنوری سے وہ تلک الرسل کے ایک رکوع بعد سے ہے تو یہ باقی تفسیر کہاں ہے۔ براہ عنایت بھیجیئے۔ دوسرے پارہ کی تفسیر جو مجھے پہونچی ہے وہ صفحہ ۳۸ تک ہے۔

مجھے اس تفسیر میں عجیب مزا ملتا ہے خدا آپ کو اسکا اجر عظیم دے۔ والسلام

اس کے بعد پھر دوسرا مفصل خط بھیجا جس میں لکھا۔ "السلام علیکم۔ میں آپ کی تفسیر کو بہت عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور نہایت دلچسپی سے پڑھتا ہوں اور میری دلی خواہش ہے کہ تمام آپ کو مسلمانوں سے پوری اعانت ملے کہ آپ اس عظیم الشان کام کو پورا کر سکیں جہانتک مجھ سے ممکن ہوگا میں اسکے خریداروں کو آپ کے لیے جمع کروں گا۔"

پھر اس خط میں علی گڈھ کالج کے تیار کردہ نوجوانوں کیطرف کہ یہ گروہ اس سلسلہ میں بھی آئے گا۔ اس خط کے موافق آپ نے تفسیر القرآن کی اشاعت تعلیم یافتہ گروہ میں شروع کی۔ چنانچہ مسٹر محمد رفیق صاحب جج عدالت خفیفہ اور مسٹر شوکت علی صاحب بی۔ اے اور مسٹر امتیاز علی صاحب بی۔ اے وغیرہم احباب کے نام سے جاری کرایا جو ابتک بھی جاری ہے۔ اس تفصیل کا یہاں تذکرہ آگیا ہے اسلئے میں الحکم کے ناظرین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ مرحوم کیلیے دعائے مغفرت کریں۔ کیا عجب! نواب صاحب مرحوم سے محبت رکھنے والے اس بے تعلق رائے کو پڑھکر فایدہ اٹھا سکیں۔

حضرۃ اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریروں میں سے

ان مضامین کو کوئی شخص بدون تحریری اجازت بغیر صورت کتاب شائع کرنیکا مجاز نہیں (ایڈیٹر)

الحکم کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ خاص ناز ہے کہ وہ اعلیٰ حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرانی اور اچھوتی تحریروں کو بھی وقتاً فوقتاً شائع کرتا ہے ذیل میں ایک مضمون مذہب اور سات کے عدد کے عنوان پر میں درج کرتا ہوں یہ ایک لطیف اور اچھوتا مضمون ہے جو مجھے خان صاحب مرزا سلطان احمد خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کے عطا کردہ تحفہ سے ملا تھا۔ (ایڈیٹر)

مذہب اور سات کا عدد

جاننا چاہیے کہ جس مفہوم کو ایک پہلو کے اعتبار سے **مذہب** کہتے ہیں اسی مفہوم کو دوسرے پہلو کے لحاظ سے **شریعت** بھی کہتے ہیں اور تیسرے پہلو کے لحاظ سے اسکا نام **صراط** بھی ہے اور چوتھے پہلو کے لحاظ سے اسکو **دین** بھی بولتے ہیں اور پانچویں پہلو پر نظر رکھکر وہ **ملت** کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور چھٹے پہلو کے رو سے اسکا نام **مشرب** بھی ہے اور ساتویں پہلو کی وجہ سے وہ **نحلہ** کے نام سے نامزد ہے۔ سو درحقیقت ایک مذہب اپنی خوبیوں کی وجہ سے تبھی کامل کہلائیگا جبکہ وہ ان ساتوں ناموں کے لحاظ سے اپنے اندر سات قسم کی خوبیاں رکھتا ہو۔ کیونکہ جبکہ اسکو واضع حقیقی کیطرف سے **سات لقب** ملے ہیں اور وہ لقب ابتداء دنیا سے چلے آتے ہیں تو یہ بجز دلیل اس بات پر ہے کہ ایک کامل مذہب کا کمال ان سات لقبوں کے مفہوم کی تحقیق پر موقوف ہے اور وہ **سات خوبیاں** باعتبار سات لقب کے یہ ہیں۔

(۱) پہلی خوبی **مذہب** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے جس کے معنے روش ہیں اور وہ یہ کہ اخلاقی اور عملی تعلیم معقولی روش پر ہو اور افراط تفریط سے پاک ہو اور اپنی کسی راہ میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے کیونکہ جیسے جسمانی صحت انسان کے جسمانی مواد کے اعتدال پر موقوف ہے اسی طرح روحانی صحت کے لیے روحانی حالات کا اعتدال ضروری ہے پس جو تعلیم اخلاقی اور عملی اعتدال پر قائم کرے گی کچھ شک نہیں کہ وہ روحانی صحت کی موجب ہوگی اور بلاشبہ روحانی صحت ایک کامل مطلب ہے۔

(۲) دوسری خوبی **شریعت** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور شریعت کا مفہوم یہ ہے کہ شریعت لغت کی رو سے اس راہ کو کہتے ہیں جو نمایاں اور روشن ہو اور مشتبہ نہ ہو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے جس میں کوئی تاریکی نہ ہو اور کوئی بات اس کی زبردستی ماننی نہ پڑے اور عقل سلیم اسکے ہر ایک عقیدہ اور اصول کو شناخت کر سکے تا انسان ضعیف البنیان تکلیف مالایطاق کے لیے مجبور نہ کیا جائے۔

(۳) تیسری خوبی **صراط** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور صراط لغت عرب میں ایسی راہ کو کہتے ہیں جو سیدھی ہو یعنی تمام اجزاء اسکے وضع استقامت پر واقع ہوں اور ایک دوسرے کی نسبت عین محاذات پر۔ اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے کہ اس کے بعض اصول دوسرے اصولوں سے تشیب و فراز نہ رکھتے ہوں بلکہ باہم وہی تناسب پایا جاوے جو ایک خط مستقیم کے نقاط میں علم منحقق ہوتا ہے۔

(۴) چوتھی خوبی **دین** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور دین لغت عرب میں اطاعت اور جزائے اطاعت کو کہتے ہیں سو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے جو اس میں کامل اطاعت کی ہدایتیں موجود ہوں اور نیز کامل جزا کے وعدے بھی ہوں اور یہ واضح رہے کہ دین کا لفظ لغت عرب میں محض اطاعت اور نیک اعمال کی جزا کے لیے وضع کیا گیا ہے مگر نیک اعمال کے چھوڑنے سے جو کچھ انسان اپنے لیے آپ ایک بد نتیجہ پیدا کر لیتا ہے بطریق مجاز اس کو بھی دین بولتے ہیں۔

(۵) پانچویں خوبی **ملت** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور ملت لغت عرب میں راہ کے جلد طے کرنیکو کہتے ہیں سو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے کہ اس میں منزل مقصود تک پہونچنے کے لیے ایسے کامل اور جامع وسائل ہوں جنکے التزام سے جلد تر یہ راہ طے ہو سکے۔

(۶) چھٹی خوبی **مشرب** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور مشرب لغت عرب میں اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے پانی پیا جاتا ہے سو اس مفہوم کے لحاظ سے کامل تعلیم کی یہ صفت ہونی چاہیے کہ ہر ایک انسانی قوت اس سے اپنی پیاس بجھا سکے مثلاً روح جو حقیقی نجات اور سچی خوشحالی کی طالب ہے بیناوی کی وہ واقعی طور پر گناہ کی لذت سے متنفر ہو کر ایک پاک لذت میں جو شربت شیریں کیطرح، مستغرق ہو اور عقل جو ہر ایک عقیدہ اور حکم میں استدلالی طور پر اپنی تسلی چاہتی ہے وہ کامل تسلی کے پانے سے سیراب ہو اور دنیوی زندگی میں بھی شراب طہور ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے **سَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا** یعنی خدا سچے مومنوں کو ایک ایسا شربت پلا رہا ہے جو اُن کو اندرونی گندگیوں سے پاک کرنے والا ہے۔

(۷) ساتویں خوبی **نحلہ** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور نحلہ لغت عرب میں بایک امر دقیق کو کہتے ہیں اور نیز شہد کی مکھی کو سو اس معنوں کے لحاظ سے کامل تعلیم کی خوبی یہ ہے کہ دقائق توحید اور دقائق تقوے اور دقائق عبادت اور دقائق اخلاق میں سے کوئی بات اس سے فوت نہ ہو اور جس طرح شہد کی مکھی خلاصہ ان تمام پھولوں کا کھینچتی ہے جو اس کی نظر کے سامنے ہیں اسیطرح قانون قدرت کے تمام پھولوں کا خلاصہ اسکے اندر ہو اور نحلہ عطیہ بے استحقاق کو بھی کہتے ہیں جو محض فضل کے طور پر ہو اور اس معنی کے رو سے بھی تعلیم کی خوبی یہ ہے کہ اصل عطا یعنی آنکھ اور کان اور عقل اور قیاس اور کشف اور الہام اور جو کچھ انسان کو ترقی کے لیے قوتیں دیگئی ہیں یہ تعلیم اُن قوتوں کی خادم ہو اور ان کو بیکار نہ کرے کیونکہ عطیہ زائدہ جو بطور فضل ہے صرف اسحالت میں فضل کہلا سکتی ہے جو اصل لغت سے انکار نہ ہو اور اصل لغت میں قائم اور موجود اور مستعمل رہے ضائع اور برباد نہ ہو جاوے۔

حضرت اقدس کے کلمات طیبات ایک شخص کے اپنے الفاظ میں

فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان کو آدم بننا چاہیے۔ آدم سے مراد کامل انسان ہے جب انسان کامل آدم بنجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم سجدہ (اطاعت) کا دیتا ہے اور اسکے ہر ایک کام کو خدا تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ سے سرانجام کرتا ہے لیکن آدم کامل بننے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کا خدا سے سچا اور پکا تعلق ہو جب انسان ہر ایک حرکت اور سکون حکم الٰہی کے نیچے ہو کر کرتا ہے تو انسان خدا کا ہو جاتا ہے تب خدا انسان کا والی وارث ہو جاتا ہے اور پھر اس پر کوئی مخالف دست اندازی نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ آدمی جو احکام الٰہی کی پروا نہیں کرتا خدا بھی اس کی پروا نہیں کرتا۔ جیسے کہ آیت کریمہ **وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا** سے ظاہر ہے یعنی نافرمانوں پر جب وہ عذاب کرنے پر آتا ہے تو ایسی لاابالی سے عذاب کرتا ہے کہ عذاب کسی ہلاکت سے انکے بال بچوں کی بھی پروا نہیں کرتا کہ ان کا حال ان کے نافرمان والدین کے بعد کیا ہوگا جیسے کہ آیۃ کریمہ **مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ** یعنی خدا کو تمہاری پروا ہی کیا ہے اگر تم اس کی فرمانبرداری میں کوشاں نہ ہو اور اس کے احکاموں کو بے پروائی سے دیکھو۔

فرمایا کہ دنیا میں لاکھوں بکریاں بھیڑیں ذبح ہوتی ہیں لیکن کوئی ان کے سرہانے بیٹھکر نہیں روتا اس کا کیا باعث ہے۔ یہی کہ ان کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اسیطرح ایسے انسان کی ہلاکت کی بھی آسمان پر کوئی پروا نہیں ہوتی جو اُس سے سچا تعلق نہیں رکھتا انسان اگر خدا سے سچا تعلق رکھتا ہے تو اشرف المخلوقات ہے ورنہ کیڑوں سے بھی بدتر ہے۔ اسلیے دو امر ہیں۔ ایک انس احکام الٰہی سے (جو ہو تو کامل آدم ہے ورنہ وہ مردہ کیڑہ ہے) دوم مخلوق الٰہی سے دنیا میں دیکھا جاتا ہے کہ کئی ایک محض بے گناہ قید ہو جاتے ہیں اور ظالمانہ دست اندازیوں کا نشانہ بنتے ہیں مگر اسکا باعث یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کے احکام کی پوری پروا نہیں کرتے اور دعاؤں سے اسکی پناہ نہیں چاہتے اور شریعت میں بالکل لاپروا ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ بھی ان سے لاابالی کا معاملہ کرتا ہے ورنہ ان کا خدا سے سچا تعلق ہوتا تو ہرگز ممکن نہیں تھا کہ وہ اپنی دوست کو دشمنوں کے ہاتھوں میں یوں چھوڑے۔ کیونکہ وہ **وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ** اور **نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ** کا وعدہ کرتا ہے۔ آدم علیہ السلام کامل انسان تھے تو فرشتوں کو سجدہ (اطاعت) کا حکم ہوا۔ اسی طرح اگر ہم میں ہر ایک آدم بنے تو وہ بھی فرشتوں سے سجدہ کا مستحق ہے۔

فرمایا کہ کامل انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہوگا۔ دیکھو جب انھوں نے اپنی جان اپنا مال اپنی حیات ممات رب العالمین پر قربان کر دیے یعنی سارے کے سارے خدا کے ہو گئے تو کیسا خدا ان کا ہوا اور کیسے فرشتوں سے انکی مدد کی اگر وہ فرشتوں

سے مدد نہ کرتا تو ممکن نہ تھا ایک یتیم بچہ دنیا کو مغلوب کر لیتا۔ حکم وَاذْکُرُوا ذِکْرًا کَثِیْرًا کا وہی عامل گذرا ہے یعنی لڑائی کے وقت جب جھاگ منہ سے جاری ہیں اور مارے غصے کے آدمی جل رہا ہے اسوقت بھی یہ حکم ہوتا ہے کہ خدا کو یاد کر کے کسی پر وار چلانا۔ ان دشمنان دین کے مقابلہ پر جنھوں نے سیکڑوں صحابہ کو ذبح کر دیا تھا فتح مکہ پر کیسا خدا کو یاد کیا اور کیسا ترحم دکھایا۔

فرمایا۔ کہ خدا کا بننا اسطرح ہو سکتا ہے کہ ہر ایک گھنٹہ اور رات میں انسان ذکر الٰہی میں رہے۔ ذکر الٰہی سے مراد یہ نہیں کہ تسبیح پکڑے بلکہ ذکر سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک کام شروع کرتے وقت اسکو اسبات کا دھیان ہو کہ آیا یہ کام خدا کی مرضی کے خلاف تو نہیں۔ جب اسطرح انسان کامل بنجاتا ہے تو خدا اس کا بنجاتا ہے اور حسب وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اسکو ہر موقعہ پر غموم و ہموم سے بچاتا ہے۔ بظاہر اکثر ایسے لوگ ہیں کہ وہ آدمی ہوتے ہیں لیکن حالت کشف میں انکو کتوں اور گدھوں کی شکل میں دیکھا جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ خدا کا قرب اور نزدیکی اور لمبی زندگی بھی انعام (اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ) میں شامل ہے۔ مخالفین اس انعام میں مسیح کو تو شامل کرتے ہیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بے نصیب رکھتے ہیں۔ کیوں انکو اس عقیدہ سے شرم نہیں آتی اور لمبی زندگی اسطرح انعام میں شمار ہو سکتی ہے کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ اور مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ یعنی نافع چیز کو درازی عمر نصیب ہوتی ہے اور خدا دین سے غافلوں کو ہلاکت میں ڈالنے سے پروا نہیں کرتا۔ پس ثابت ہوا کہ جو دین سے غافل نہ ہو اس کی ہلاکت اور موت میں خدا جلدی نہیں کرتا۔

فرمایا کہ ہمارا سلسلہ منہاج نبوۃ پر ہے جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود اور نصاریٰ سے مقابلہ کرنا پڑا اسی طرح ہمکو بھی ان یہودی صفت مسلمانوں اور نصاریٰ سے مقابلہ کرنا پڑا۔ کیا یہ مولوی ہمکو رطب و یابس اور ضعیف حدیثوں اور قولوں سے جیتنا چاہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام توراۃ اور انجیل کی آیات کو محرف قرار دیا۔ جو آپ کے حکم ہونے کی معارض تھیں یا ان کے ایسے معنے کیے جو آپ کے سلسلہ اسلام کے موافق ثابت ہوئیں۔ اور ان آیات کے معنے خداداد فراست اور الہام سے کیے اور اہل کتاب کے غلط معنوں کو رد کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری موجودہ توراۃ اور انجیل کو صحیح قبول نہ کیا بلکہ کئی ایک آیات کو محرف اور کئی ایک کے معنے صحیح طور سے بذریعہ الہام کیے اسی طرح ہمارا سلسلہ ہے۔ ہم بطور حکم کے آئے ہیں کیا حکم کو یہ لازم ہے کہ کسی خاص فرقہ کا مرید بنجاوے۔ بہتر فرقوں میں سے کسکی حدیثوں کو مانے۔ حکم تو بعض احادیث کو مردود اور متروک قرار دے گا اور بعض کو صحیح

فرمایا بڑے بڑے صریح ظلم مظلوموں پر ڈھائے جاتے ہیں اور ہمارے سامنے ظالموں سے کوئی چنداں باز پرس نہیں ہوتی اسکا باعث بھی خدا تعالیٰ نے اسی آیت میں فرمایا ہے مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ یعنی خدا کو تمھاری پروا کیا ہے اگر تم دعاؤں اور عبادت الٰہی میں تغافل اختیار کرو۔ بیشک ظلم اور دست درازیاں مظلوموں پر ہوویں کوئی پروا نہیں کی جائے گی۔ جب تک وہ مظلوم خدا سے سچا تعلق بذریعہ صراط مستقیم پیدا نہ کر لیں۔ اور مظلوم پر ظلم اسلیے ہوتے ہیں کہ مظلوم خود ذبیحہ بکری یا کیڑے کی طرح ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا سے سچا تعلق نہیں رکھتا ورنہ ممکن ہے کہ خدا جو اس کا دین و دنیا کا متکفل ہو اور اسکی حفاظت کا ذمہ وار ہے پھر اس پر کیسی ظالمانہ مخالفت کا وار چلنے دے

(از ملفوظات محمد خان مرحوم)

انتخاب و اقتباس

دیکھو کس قدر ملک میں گناہ اور فریب اور جھوٹ اور ظلم اور حق تلفی اور بدکاری پھیل گئی ہے یہ وہی معاصی ہیں جن کی وجہ سے پہلی قومیں ہلاک ہوتی رہی ہیں سو اس غیور خدا سے ڈرو جسکی غیرت ہمیشہ بدکاروں کو نابود کرتی رہی ہے اگر خداوند جلال سے خوف کرو گے اور اپنے دلوں میں اسکی عظمت بٹھاؤ گے تو وہ تمھیں ضائع ہونے سے بچائے گا اور تم اور تمھاری اولاد نیچ جاوے گی اور خدا کا رحم تمھارا حامی ہوگا اور ایسے اسباب پیدا کرے گا جن سے یہ زہریلا مادہ دور ہو جاوے اور اگر دنیا میں مست ہو کر خدا کی پروا نہیں رکھو گے اور گناہ سے باز نہیں آؤ گے تو وہ قادر ہے کہ تمھاری تمام تدبیریں بیکار کر دیوے اور ایسی راہ سے تمھیں پکڑے کہ تمھیں معلوم نہ ہو۔ دیکھو! یہود پر جب طاعون مصر اور کنعان کی راہ میں پھوٹی تو وہ لوگ اسوقت جنگل میں تھے اور شہر کی عفونتوں سے بالکل الگ تھے ترنجبین اور بٹیروں کی غذا تھی۔ وہ یقین کرتے تھے کہ اب کوئی بلا ہم پر نہیں آئے گی مگر جب اُنھوں نے نافرمانی شروع کی اور فسق و فجور میں مبتلا ہوئے تو وہی ترنجبین اور بٹیر طاعون کا موجب ہو گئے۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ۔ (الصلح)

جو شخص روح کی سچائی سے **دعا** کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت سے اور نہ صحت سے بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں چاہے عنایت کر سکتا ہے ہاں وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو ایک **مخلص صادق** کو عین مصیبت کے وقت میں دعا کے بعد وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شاہنشاہ کو تخت شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی سو اسی کا نام حقیقی مراد یابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے اور انکی آفات کا خاتمہ بڑی خوشحالی کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اگر اطمینان اور سچی خوشحالی حاصل نہیں ہوئی تو ہماری کامیابی بھی ہمارے لیے دکھ ہے سو یہ اطمینان اور روح کی خوشحالی تدابیر سے ہرگز نہیں ملتی بلکہ محض دعا سے ملتی ہے مگر جو لوگ خاتمہ پر نظر نہیں رکھتے وہ ایک ظاہری مراد یابی یا نامرادی کو دیکھکر **مدار فیصلہ** اسی کو ٹھیرا دیتے ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ خاتمہ بالخیر ان ہی کا ہوتا ہے جو خدا سے ڈرتے

اور دعا میں مشغول ہوتے ہیں اور وہی بذریعہ حقیقی اور سچی خوشحالی کے مرادیابی کی دولت عظمیٰ پاتے ہیں

(ـ)

جو لوگ صادقوں کی صحبت سے لاپروا ہو کر عمر گذارتے ہیں ان کے علوم و فنون جسمانی جذبات سے انکو ہرگز صاف نہیں کر سکتے اور کم سے کم اتنا ہی حصہ اسلام کا کہ دلی یقین اسبات پر ہو کہ خدا ہے ان کو ہرگز حاصل نہیں ہوتا اور جسطرح وہ یقینی اس دولت پر یقین رکھتے ہیں جو ان کے صندوق میں بند ہو یا اسے ان مکانات پر جو ان کے قبضہ میں ہوں ہرگز ہرگز انکا ایسا یقین خدا پر نہیں ہوتا وہ سم الفار کھانے سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ یقیناً جانتے ہیں کہ ایک مہلک زہر ہے لیکن گناہوں کے زہر سے نہیں ڈرتے حالانکہ یہ ہر روز قرآن شریف میں پڑھتے ہیں اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی پس سچ تو یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا ہے وہ قرآن شریف کو بھی نہیں پہچان سکتا ہاں یہ بات بھی درست ہے کہ قرآن ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے مگر قرآن شریف کی ہدایتیں اس شخص کے وجود کے ساتھ وابستہ ہیں جسپر قرآن شریف نازل ہوا یا وہ شخص جو منجانب اللہ اس کا قائم مقام ٹھیرایا گیا۔ (شہادۃ)

نظم

اللہ اللہ رے شیرینی کلام احمدؐ
عیسیٰ وقت ہے اسوقت غلام احمدؐ
شکر صد شکر ہے آج یہ انجم اپنا
پھر سنایا ہمیں مولیٰ نے کلام احمدؐ
فرق سایہ میں نہیں اصل ہے اصلا اے صاحب
ذات شاہ عربی عین غلام احمدؐ
جس نے ایمان کی دولت ہو ازل میں پائی
فخر ہے اسکو غلامی غلام احمدؐ
چرخ چارم سے نہیں کم وہ زمیں تیری قسم
جس میں تو ہو مرے عیسیٰ و غلام احمدؐ
خال منہ کا ترے ہندو مجسم ہند ہے
شام تیری ہی حقیقت میں ہو شام احمدؐ
قادیاں دار امن جنت ماوی دسلام
یاں جو آوے اُسے ہر صبح سلام احمدؐ
تیری تبلیغ پہ سو جان سے مری جان فدا
یہ تو تبلیغ ہے تبلیغ پیام احمدؐ
ترک بھی تیری سلامی پہ کمر بستہ ہوں
دیکھیے آئے گا وہ دن بھی بنام احمدؐ
قیمت زلف معنبر ہے تری عود قرنگ
تیرے کاکل نے کیا ہے یہ دام احمدؐ
رخ انور پہ ترے ہر مہ ہر سو شیدا
تیری ابرو ہے کھنچا ہے حسام احمدؐ
نور کے دو نسخے اک صورت تنویر ہی
تیری صورت ہے صفحہ یاد تمام احمدؐ

[illegible]

اہل حدیث اور احمدی

مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اہلحدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر اپنے طرز تحریر میں وہ رنگ اختیار کرتا جاتا ہے جو اُس کے دعوے اور شان ثنائی ہی کے خلاف نہیں بلکہ ایک مومن متقی کبھی بھی اسکو پسند نہیں کرسکتا بشرطیکہ وہ مومن اور متقی نہ ہو جو بقول مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب جھوٹھ بول کر اور فاسق فاجر ہو کر بھی متقی رہتا ہے (دیکھو شہادت مولوی ثناء اللہ بمقدمہ کرم دین) یہی وجہ ہے کہ میں بہت ہی کم مولوی فاضل صاحب کی ان تحریروں پر نوٹس لیا کرتا ہوں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف لکھنے کے عادی ہیں کیونکہ ان میں معقولیت اور متانت کے خلاف زیادہ تر استہزا اور تمسخر ہوتا ہے۔ تاہم میںنے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں انکی کسی ایسی تحریر پر نوٹس لیا تھا جو انھوں نے احمدی لوگوں کو کرشن بھگتی کہنے کے متعلق لکھی تھی۔ ہرچند مجھے توقع تھی کیونکہ میںنے نہایت سلامت روی۔ متانت شعاری اور معقولیت سے ان کے اعتراض کو رفع کیا ہے اسلیے وہ نیکدلی اور انصاف پسندی سے اپنے غلط اور بیہودہ اعتراض کو واپس لے لیں گے +

مولوی فاضل صاحب اسپر اور بھی جوہر طبع دکھلانے پر آمادہ ہوئے ہیں اور ۲۷ جنوری کے اہلحدیث میں اسی مضمون پر لیڈر لکھ مارا ہے میں نے اس آرٹکل کو نہایت غور سے خالی الذہن ہو کر پڑھا ہے لیکن اس میں بجز سب وشتم ایک بھی معقول بات مولوی فاضل نے پیش نہیں کی میںنے لکھا تھا کہ "اہل حدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر گو قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے" اس کے جواب میں مولوی فاضل صاحب جو مفسر قرآن بھی ہیں (بقول خود) رقمطراز ہیں کہ اہل حدیث نام رکھنے کے برخلاف کوئی آیت قرآنی ہمنے تو نہیں دیکھی۔

میں افسوس کرتا ہوں کہ مفسر اور مولوی فاضل ایڈیٹر صاحب کو اس مقام پر چاہیے تو یہ تھا کہ قرآن کریم کی وہ آیات پیش کر دیتے جہاں لکھا تھا کہ ہمنے تمھارا نام اہلحدیث رکھا ہے یا اپنی ایجاد پسند طبیعت سے هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ہی کا ترجمہ کر دیتے مگر وہ ایسا نہیں کرسکے یہ عجیب طرز استدلال ہے کہ چونکہ قرآن کریم میں اس کے برخلاف کوئی آیت نہیں ہے اس لیے یہ نام نامناسب اور غیر موزوں نہیں میں حیران ہوں اور مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ ایسی جدت طبع کل کو یہ کہدے گی کہ میں تو کتا ضرور کھاؤں گا کیونکہ قرآن کریم میں اسکے خلاف کوئی حکم نہیں تو کونسا دانشمند ان کے اس طرز استدلال کو تسلیم کرے گا +

مولوی صاحب! آپ کو تو مناظرہ کا بہت شوق ہے مگر آپ یہ کیا کہتے ہیں!!! میںنے آپسے **اہلحدیث** لفظ کی ترکیب تو پوچھی نہ تھی جو آپ یہ بحث لے بیٹھے تاہم میں آگے چل کر آپ کی اس ترکیب سے بھی ان شاء اللہ تعالیٰ فائدہ اُٹھاؤں گا +

حضرت حکیم الامۃ کا جو **قول** آپنے نقل کیا ہے (گو میںنے وہ کتاب نہیں دیکھی) لیکن میں اسے تسلیم کرتا ہوں اور نہایت ہی عزت اور قدر کی نظر سے دیکھتا ہوں یہ کلام حضرت حکیم الامۃ کا اسی طرز اور نہج کا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات میں پایا جاتا ہے مثلاً آپکے پاس کوئی شخص آیا اور اُس نے بہترین نیکی پوچھی تو آپ نے ماباپ کی خدمت فرمادی اور پھر دوسرے وقت کسی نے ایسا ہی سوال کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی اور کام فرمایا۔ کوتاہ نظروں نے اسکو تخالف سمجھ لیا حالانکہ بات یہ تھی کہ جس قسم کا مریض روحانی آپکے پاس آتا اُس کے موافق نسخہ تجویز فرماتے۔ اسی طرح حضرت حکیم الامۃ کا کلام حکمت سے لبریز ہے مگر مولوی فاضل صاحب

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ اس گوہر حکمت کو پاسکے جس مسئلہ میں وہ کتاب لکھی گئی ہے اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیحہ پر عمل کی کمزوری پائی جاتی تھی اور مسلمان **حدیث** کے نام سے قریباً ناآشنا تھے حضرت حکیم الامۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار اور آپ کی سنت صحیحہ کے سچے عامل تھے آپنے وہ دعا کی اور خدا نے قبول فرمائی یہی قبولیت دعا تھی جو انھیں احمد مرسل صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز **احمد قادیانی** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور لے آئی اور اپنی آنکھوں سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **اُسوہ حسنہ** اور نمونہ کاملہ دیکھ لیا اور جس مسئلہ پر زور دیا تھا مہدی علیہ السلام نے بھی قائم رکھا۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اہلحدیث سے وہی آدمی جو آپنے پیش کی ہے تو اسکے صحیح اور سچے مصداق ہم ہیں نہ آپ +

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلا سکتا ہے جو صحیح بخاری کی حدیث صحیحہ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ کے مصداق صحیح کا انکار کرتا ہے؟

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلانے کا مستحق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس رؤیت صحیحہ کی (معاذ اللہ) تکذیب کرتا ہے کہ آنحضرت نے مسیح کو مُردوں میں دیکھا؟ اور وہ باوجود اسکے مصر ہے کہ وہ زندہ ہے +

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلانے کا مستحق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی قرآن کریم کے نصوص صریحہ بیّنہ اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ کے برخلاف مسیح کو آسمان پر زندہ تسلیم کرتا ہے؟

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلانیکا مستحق ہے؟ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر فیصل شدہ قضیہ کو جو مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کی آیۃ پڑھکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا غلط تسلیم کرکے کہتا ہے کہ نہیں ابھی مسیح کی موت کو مستثنیٰ کیا گیا تھا؟

مولوی فاضل صاحب! خدا سے ڈرو۔ آپ **اہل حدیث** کہلانے کا کیا حق رکھ سکتے ہیں اگر اہلحدیث کا مفہوم وہی ہے جو آپنے لیا ہے اور جو میرے نزدیک صحیح ہے اسی وجہ سے میںنے کہا تھا کہ آپ قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف ہیں اس مفہوم کے موافق سچے اہلحدیث ہم ہیں جنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک قول کی تصدیق کی۔ اور آپکے مفہوم و منشاء صحیح کیمطابق آنیوالے **ابن مریم** کو اور ہاں خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مظہر اور بروز کو تسلیم کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **سلام** کہا۔

اب میں آپ کو یہ بھی مژدہ سناتا ہوں کہ حضرۃ حکیم الامۃ کی **دعا** کا وہ آخری جزو بھی پورا ہوگیا

کہ اہل حدیث کو بُرا کہنا بد نصیبوں کی نشانی ہے۔

مولوی فاضل صاحب! گھر کی خبر لو اور گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو۔ مجھے ہی سزاوار ہے کہ آپکو مخاطب کرکے کہوں اَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ تمھاری روسیاہی کی یہی وجہ ہے جو بعد ایمان تمنے انکار کیا ہے۔ تم قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے مدعی تھے اسلیے تمہیں چاہیے تھا کہ خدا کے جری اور مسیح موعود کے منکر نہ ہوتے اور اسی لیے قرآن کریم میں تہدید کی گئی تھی کہ لَا تَكُوْنُوْا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ مگر آپنے نہ قرآن کریم کی پرواہ کی اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کی اسی تخفیف نے آپ کو اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ کا مصداق قرار دیا ہے +

مجھے آپ کی اس حالت پر سخت افسوس آیا اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت **حکیم الامۃ** کی اس دعا کو پڑھ کر میرے دل میں حضرت حکیم الامۃ کی **عظمۃ** بہت بڑھ گئی ہے اور میرا ایمان عرفان کے رنگ میں تبدیل ہو گیا ہے کہ یہ

شخص خدا کا برگزیدہ اور ولی ہے اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں

غرض

اہلحدیث کی ترکیب اور حکیم الامۃ کی دعا کے استدلال نے آپ کو تو کوئی فائدہ نہ پہنچایا وہ تو ہمارے ہی مفید ثابت ہوا۔ پس اب مجھے پھر حق ہے کہ کہوں "اہل حدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر گو قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے"

اہلحدیث یہ بھی ثابت نہیں کرسکے کہ کیوں آپ کو عیسائی یا یہودی نہ کہا جاوے جبکہ آپ حضرت عیسیٰ کی نبوۃ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی [illegible] کے قائل ہیں۔

بلکہ جبکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ **مسیح ابن مریم** کی [illegible] اگر تو آپ اسے قبول کریں تو مولوی فاضل صاحب! ایمان سے کہو کہ پھر **آپ کے عیسائی ہونے میں کیا شک رہا**۔ یہ امر اور بھی قوی ہو جاتا ہے جبکہ آپ کے ان معتقدات پر نظر کی جاوے جو انکی نسبت آپ رکھتے ہیں کہ وہ اب تک زندہ ہے اور مس شیطان سے وہی پاک ہے نہ اور کوئی نبی اور رسول۔ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور ایسا ہی جبکہ منکران **مسیح موعود** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک پر یہودی ٹھیرائے گئے ہیں اور آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کو ماننے والے ہیں تو آپ کو بڑے فخر سے کہنا چاہیے کہ **میں مولوی ثناء اللہ مولوی فاضل**

مسیح موعود کا منکر ہوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول پاک کی تصدیق کیلیے یہودی کہلانے کو طیار ہوں

مگر میں یقین کرتا ہوں کہ جیسے آپ نے تصدیق نہیں کی اور اس وجہ سے آپ اہل حدیث نہیں اسی طرح سے آپ اس قول کے مصداق بننے کو بھی طیار نہ ہونگے لیکن جس اصول مذہبی کی بنا پر ہم اہلحدیث ہیں اور ہمنے خدا تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود مسیح کو تسلیم کرلیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل کی تصدیق اپنے عمل سے کی ہے اور آپ اسکے منکر اور اسی اسرائیلی مسیح کے قائل اور منتظر ہیں تو ہمیں حق ہے کہ آپ کو ان معنوں کے لحاظ سے عیسائی اور یہودی قرار دیں۔

آپ اگر اہل حدیث اصلی اور سچے معنوں میں کہلانا چاہتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خادم بنیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موعود اور مشار الیہ مسیح موعود کی تصدیق کریں ورنہ اسرائیلی مسیح کو ایسے خصائص سے متصف مانکر جو اور وں میں نہیں اور اس کا منتظر رہنا مولوی صاحب عیسائیت نہیں تو کیا ہے؟

اس کے بعد میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کے اس طرز استدلال پر نظر کروں جو **احمدی کے کرشن پیچھی** ہونے کے متعلق کیا ہے اور لکھا ہے

"مگر تم لوگ تو ایسے نہیں تم نے نسبت محمدی کیوں چھوڑ دی کیوں احمدی بنے؟ صرف اس لیے کہ تمہارا احمد جو درحقیقت غلام احمد ہے... محمد علیہ السلام سے پیچھے آیا تھا پس تم نے محمدیت کی نسبت کو چھوڑ کر احمدیت کو اختیار کیا"

مولوی فاضل صاحب! یہ سچ ہے

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبست

ہمارا احمدی کہلانا تو عظیم الشان خوبی کی بات تھی مگر افسوس ہے کہ آپ کی چشم عداوت اسکو دیکھنے نہیں دیتی۔ ایمانداری اور انصاف پسندی کا تقاضا تو یہ تھا کہ آپ ہماری تحریروں

اور خود حضرت احمد قادیانی کی تصنیفات سے اپنے مطلب کی تائید میں کوئی دلیل لاتے مگر انکو چھوڑ کر لودھیانوی سعدی کی وحی پر آپ کا عمل ہے تو میں آپکو معذور سمجھتا ہوں۔

اور آپ سے امید انصاف رکھنا غلطی ہوگی میں پھر کہتا ہوں کہ حقیقی تقوی اور ایمان کا نشان تو یہ تھا کہ احمدی مسلمان کہلانیکے متعلق جو نوٹس حضرت خلیفۃ اللہ کی طرف سے شائع ہوا تھا اسکی عبارت آپ کوٹ کرتے مگر یہ کیونکر ہوتا (آپ کے نزدیک تو جھوٹ بولکر اور منہیات کا عامل بھی تو متقی رہتا ہے) میں آپ کی رہنمائی کے لیے اس اشتہار کی چند سطریں درج کر دیتا ہوں اور پھر دیکھونگا کہ آپ کہاں تک دیانتداری اور انصاف سے کام لیتے ہیں سنیے جب ۱۹۰۱ء کی مردم شماری ہونے والی تھی تو ۴ر نومبر ۱۹۰۰ء کو حضرت مسیح موعود نے ایک نوٹس جاری کیا تھا اس کے صفحہ ۴ میں لکھا ہے

"اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لیے موزون ہے جسکو ہم اپنے لیے اور اپنی جماعت کے لیے پسند کرتے ہیں اور وہ نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** ہے اور جائز ہے کہ اسکو **احمدی جماعت کے مسلمان** کے نام سے بھی پکاریں یہی نام ہے جسکے لیے ہم ادب سے اپنی معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اس فرقہ کو موسوم کرے یعنی **مسلمان فرقہ احمدیہ**۔

اور اس فرقہ کا نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** اس لیے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک **محمد** صلے اللہ علیہ وسلم دوسرا **احمد** صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم **محمد** جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دینگے جنھوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا لیکن اسم **احمد** جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور **صلح** پھیلائیں گے سو خدا نے ان دو ناموں کی اسطرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم **احمد ظہور کرے گا** اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات

ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہوجائے گا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام **احمدیہ** رکھا جاوے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں"

یہ **اقتباس** صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ ہم **احمدی** کیوں کہلاتے ہیں اور ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان مابہ الامتیاز کیا امر ہے۔ **مسلمانان فرقہ احمدیہ** کیسا مبارک نام ہے اب مجھے صرف اس امر پر کسی قدر بحث کرنی ہے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متبوع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح کل انبیاء علیہم السلام کی شیون کے جامع ہیں اور آپ کے اسم احمد کے مظہر ہیں اس لیے احمدی کہنے میں وہ سب شیون آجاتی ہیں۔

مولوی فاضل صاحب ایڈیٹر اپنے مضمون کو ختم کرنے سے پہلے لکھتے ہیں کہ آخر میں ہم اپنے دوست الحکم کے ایڈیٹر سے ایک بات پوچھتے ہیں یہ امید ہے کہ وہ ایمانداری سے اس کا جواب دینگے راست بازی سے بتلانا کہ مرزا جی نے جس وقت سیالکوٹ میں کرشن جی کا اوتار لیا ہے اور اس دعوی کو ظاہر کیا ہے اس سے ایک منٹ پہلے بھلا کرشن کی نسبت کیا خیال تھا؟ وہی جو ہندوؤں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عورتوں کے کپڑے لیکر درخت پر چڑھ جاتا تھا اور ان کو برہنہ دیکھا کرتا تھا۔

میں تو **مولوی فاضل ایڈیٹر** کو دیانتداری اور راست بازی سے اس کا جواب انشاء اللہ تعالےٰ ابھی دوں گا مگر کیا میرے ہمعصر مولوی فاضل صاحب ایمانداری اور راست بازی سے قبول کریں گے؟

حضرت کرشن جی علیہ السلام کی ذات پاک پر جو حملہ مولوی فاضل ایڈیٹر نے کیا ہے وہ نہایت ہی گندہ حملہ ہے اور یہ بزرگوں کی شان میں ایسی گستاخی اور بیباکی تو مسلمانوں کا کام نہیں پھر مجھے تعجب ہے کہ مولوی فاضل نے کیوں ایسی جرأت کی۔

اس سوال کو چھوڑ کر میں اگلے سوال کا جواب دیتا ہوں لیجیے مولوی فاضل صاحب سنیے اور اگر خدا ترسی ہے اور مرکر خدا کے حضور جانے پر ایمان ہے تو اسکے قبول میں تامل نہ کریں اگر آپنے اس اعتراض کو واپس لے لیا اور اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا تو میں سمجھ لوں گا کہ ابھی تک آپ میں مادہ حیا و انصاف بالکل مفقود نہیں ہوگیا۔

میں حضرت کرشن علیہ السلام کو اپنے سید و مولی امام ہمام علیہ السلام کی تعلیم کے موافق ایک منٹ پہلے تو کیا بہت پہلے سے راستباز خدا تعالیٰ کا مقرب و برگزیدہ یقین کرتا

تھا۔ کبھی بھی میں نے اس ناپاک اعتراض کا حضرت کرشن کو مصداق نہیں سمجھا جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔

دیکھو! میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت **کرشن** کو راستباز اور **مقرب** بارگاہ الٰہی سمجھتا تھا اور محض حضرت اقدس کی تعلیم کے موافق چونکہ آپ میں بدظنی کا مادہ زیادہ ہے اور استہزا اور ٹھٹھا آپ کی تحریروں میں عام ہے اسلیے میں اس امر کا ثبوت تحریری دیتا ہوں سیالکوٹ سے پہلے ۳ر ستمبر ۱۹۰۴ء کو جو لیکچر لاہور میں ہوا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ سیالکوٹ کے لیکچر سے دو ماہ پہلے تھا اور اس میں حضرت اقدس نے حضرت کرشن کی تعریف کی تھی اور صاف فرمایا تھا کہ

کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن جی خدا تعالیٰ کے راستباز بندے تھے اور اس سے سچا تعلق رکھتے تھے میں اس شخص سے بیزار ہوں جو انکی نندیا توہین کرتا ہے

پھر فرمایا **جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ وہ راستباز نہ تھے وہ قرآن شریف کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اس میں آیا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْہَا نَذِیْرٌ**

آپکے ایک منٹ پیشتر کے متعلق میری رائے متعلق حضرت کرشن کا جواب اگرچہ یہی کافی تھا مگر میں اس سے بھی بہت عرصہ پہلے کی رائے اب آپ کو دکھانا چاہتا ہوں۔

مجھے امید ہے کہ رسالہ سناتن دھرم جو ۸ مارچ ۱۹۰۳ء کو شائع ہوا اور اس لاہور کے لیکچر سے قریباً دو سال پہلے کا ہے آپنے پڑھا ہوگا اسکے صفحہ ۷ پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں لکھا ہے۔

"اور یہ تو سچ ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن درحقیقت پرمیشر نہیں تھے مگر اس میں کیا شک ہے کہ وہ دونوں بزرگ خدا رسیدہ اور اوتار تھے خدا کی نورانی

تجلی انپر اتری تھی اسلیے وہ اوتار کہلائے۔

کیوں مولوی فاضل صاحب! اب آپکی راست بازی ایمانداری اور انصاف آپکے لیے کیا حکم دیتا ہے۔

اگر ابھی کسر ہے تو میں ایک اور حوالہ دے دیتا ہوں شاید آپ کو سبق مل جاوے تسیم دعوت نام کتاب ہے جو فروری ۱۹۰۳ء کو اعلیٰحضرت نے شائع کی تھی اس کے صفحہ ۲۴ پر راجہ رامچندر اور کرشن جی کے متعلق لکھا ہے۔

اور وہ اس طریق کو بھول گئے جو طریق راجہ رامچندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تھا جنپر ان کی راست بازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا"

مجھے اُمید ہے کہ سردست اسی قدر حوالے میرے اس دعویٰ کی تائید اور تصدیق کے لیے کافی ہوں گے اور آپ کو متنبہ کرینگے لیکن اگر اب بھی آپ اپنی ضد سے باز نہ آئے تو میں آپکی خاطر اس سے بھی کئی سال پہلے کی مطبوعہ شہادتیں انشاء اللہ پیش کروں گا بشرطیکہ آپ مجھے یقین دلا دیں کہ آپ اپنی غلطیوں کو چھوڑ دینگے۔ اخیر پر آپ نے جو گدھے اوتار کی مثال دی ہے اس میں آپ کا کیا قصور خدا تعالیٰ تو تیرہ سو سال پیشتر اپنے حبیب سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ صاحب کمال گدھوں کی مثال دے چکا ہے مگر یاد رہا فراموش آپ قرآن شریف میں سورہ جمعہ نکال کر پڑھیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ٥

پھر اس آیت کو پڑھ کر اس پر تدبر کریں اور اپنے گریبان میں منہ ڈالکر اپنی اندرونی حالت پر غور کریں اُمید ہے کہ آپ کو بہت کچھ نظر آجائیگا۔

مولوی فاضل صاحب! میں نیک نیتی اور آپ کی بھلائی کے لیے آخر میں ادب سے عرض کرتا ہوں کہ گستاخیاں اور شوخیاں انسان کے اخلاق اور روحانی قویٰ پر بہت بُرا اثر ڈالتی ہیں آپ اس طریق کو چھوڑ دیں حضرت خلیفۃ اللہ کے متعلق کوئی معقول اعتراض اگر آپ کو ہے بشرطیکہ وہی اعتراض پہلے کسی راستباز اور مامور من اللہ پر نہ کیا گیا ہو تو آپ کریں میں انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کروں گا کہ آپکو اس کے حل کرنے میں مدد دوں۔ ورنہ آپ اپنے اخبار کے ناظرین پر بھی ظلم کرتے ہیں۔ میں نے محض خیرخواہی سے یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ اُمید ہے آپ بھی ٹھنڈے دل لیکر غور کرینگے کیا عجب مولیٰ کریم آپ کو راہ راست نصیب کرے۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

کفارہ کا تازہ کرشمہ روزانہ پیسہ رقمطراز ہے کہ پادری ڈاکٹر سٹنڈلینڈس پرنسپل یونائیٹڈ فری چرچ مشن آرفنج (یتیم خانہ) بھنڈارا (صوبجات وسطی) پر ایک نہایت شرمناک فعل میں ملوث ہونے کی وجہ سے مقدمہ چلنے والا ہے یہ پادری صاحب اس یتیم خانہ کے افسر اور مدرسہ کے پرنسپل اور مسیح کے گلہ کے چوپان تھے انھوں نے گلہ سے بھیڑیے کا سلوک شروع کر دیا ۴ اگست گذشتہ کی شب کو مشن کے لڑکوں نے پادری صاحب کے کمرہ میں ایک مشن کی لڑکی کو ایسی حالات میں دیکھا کہ جن کی تفصیل بیان کرنا لاحاصل ہے پادری صاحب سمجھ گئے کہ اب خرابی آئی دوسرے روز مشن کو اپنی ملازمت کا استعفا دیدیا اور جھٹ جہاز پر سوار ہو کر سیدھے ولایت چلدیے پادری صاحب کی غیرحاضری میں ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ ۱۲ اور بدنصیب لڑکیوں کے ساتھ پادری صاحب یہی شرمناک سلوک کر چکے تھے جو جرم کی حد تک پہنچتا تھا۔ پولیس لنڈن کی پولیس کو بذریعہ تار اطلاع دی اور پادری صاحب گرفتار ہو کر زیرحراست جوابدہی کے لیے ہندوستان کو آرہے ہیں نہایت افسوس کی بات ہے کہ ۱۲ لڑکیوں کو اس ظالم پادری نے برباد کر دیا اور بھنڈارا میں کانوں کان کسیکو خبر نہ ہوئی +

زنانہ یتیم خانوں کے چندہ دینے والوں کو ہر جگہ ہوشیار رہنا چاہیے۔

(الحکم۔ پادری صاحب کا ڈیفنس قابل دید ہوگا کیونکہ اس سے عیسائیت کے زبردست مسئلہ کفارہ کی حقیقت کھلے گی اگر پادری صاحب نے کہدیا کہ میں نے کفارہ سے فائدہ اُٹھایا ہے تو عجیب لطف ہوگا اور انجیل کی تعلیم کی غلطی کھل جائے گی۔ یہ مقدمہ بہرحال دلچسپ ہوگا جو مذہبی دنیا میں خاص توجہ سے دیکھا جاوے گا ہم پیسہ اخبار کی آخری رائے سے بالکل متفق ہوں (زنانہ یتیم خانوں کے چندہ دینے والوں کو ہر جگہ ہوشیار رہنا چاہیے)

*

گالیوں سے مذہب کی اشاعت نہیں ہوتی گذشتہ ایام میں معزز ہمعصر ہندوستانی لکھنو نے آریوں کی خانہ جنگی پر ایک معقول مبسوط آرٹیکل لکھا تھا جس میں آریوں کے اس طرز کلام پر بھی گفتگو کی تھی جو وہ دوسرے مذاہب کے بانیوں اور لیڈروں کی نسبت استعمال کرتے ہیں آریہ سماج کو مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ تیز زبانی سے کام نہ لیں۔ حقیقت میں گالیاں دینا اور سوء ادبی سے کلام کرنا کسی مذہب کی خوبی اور اشاعت کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اولاً ہی اخلاقی حالت پر یہ اثر ہوتا ہے کہ ایک شخص آپے سے باہر ہو کر اپنے مخالف کو گالیاں دینا شروع کر دیتا ہے تو اس مذہب کی دوسری خوبیوں کی تلاش بیفائدہ ہے۔ آریہ سماج کے بعض دریدہ دہن لوگوں کی سعی سے آگرہ میں عطر قرآنی نام اشتہار پر نارزہ سرٹیفکیٹ عدالت کے ذریعہ دو سو روپیہ جرمانہ ہو کر ملا ہے جس کا مجھے افسوس ہے آریہ سماج کو اپنے مناظرہ کے لٹریچر کی بہت اصلاح کرنی چاہیے حال میں جو کتاب دھرم پال کے نام سے جالندھر کے مطبع سے شائع ہوئی ہے وہ آریوں کی دریدہ دہنی دکھلانے کے لیے اچھا نمونہ ہے اگر وہ کتاب دھرم پال نے لکھی ہے تو مجھے سخت افسوس ہے کہ اس نے آریہ ہو کر کیا سیکھا؟ اس کتاب کے اکثر مضامین ایسے ہیں جو گورنمنٹ پنجاب کے نوٹس میں لائے جانے کے قابل ہیں۔

*

مُردہ جلانیوالی سوسائٹی کلکتہ میں مُردہ جلانیوالی انگریزی سوسائٹی مُردوں کے جلانے میں آگ کے بجائے برقی طاقت سے کام لینے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے مجھے اس سوال پر تو بحث کی ضرورت نہیں کہ مُردہ جلانا چاہیے یا دبانا مگر اس سوسائٹی مذکور کی تجویز سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ آریوں کی مذہبی فلاسفی کو صدمہ پہونچے گا کیونکہ ستیارتھ پرکاش وغیرہ میں جو مُردہ جلانے کے متعلق رسومات اور لوازمات وید سے اخذ کر کے پیش کیے گئے ہیں اور جو تکلیف مالایطاق کے نیچے ہیں۔ وہ ویدک نا فہمی پر قیاس ٹھیرینگے۔ اگر بجلی کے ذریعہ مُردہ کا جلانا منظور تھا تو ویدیا اس کے شارحین نے کیوں پہلے سے یہی صورت بتادی۔ دیدہ ست و دیاؤں کی لسٹ لیکر آریہ بھائی اس نسخہ کو تلاش کر کے بتادیں۔

*

اختیار الاسلام پر میری رائے نکل چکی ہے اسکے ضمن میں میں نے حضرت حکیم الامۃ کی پسندیدگی کا اظہار بھی کیا تھا مصنف صاحب حکیم الامۃ کے اصل الفاظ کی خواہش کرتے ہیں جنکو میں خوشی اور فخر کے ساتھ شایع کرتا ہوں۔

"جہانتک میرے مولیٰ کریم نے مجھے فہم عطا کیا ہے میں دلیری سے اس امر کے کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ حق کے طالب ایکطرف ترک اسلام اور دوسری طرف میں مسلمان ہو گیا پڑھیں تو غالباً ناظرین کو یقین ہو جائے گا کہ حق کیا چیز ہے؟ اور حق کی پاس کیا چیز اور اسکے نتائج کیا ہیں"

*

مہاتما بدھ کی یادگار اعلیٰ درجہ کے کامل انسانوں کی یادگار نفس الامر میں ایک عمدہ چیز ہے کیونکہ وہ یادگار ہر وقت ان کمالات کی جو صاحب یادگار میں تھے تلقین کرتی رہتی ہے لیکن کیا اینٹ اور پتھر کی کوئی عمدہ اور بہترین یادگار ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ قرآن کریم نے جو روحانی کمالات اور تعلیمات کا کامل معلم ہے یادگار کے مسئلہ کو لیا ہے تو یہ فرمایا ہے وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ عِنْدَ رَبِّكَ۔ الآیۃ

میں اس وقت اس آیت کی تصریح پر زیادہ کہنے کا موقع نہیں پاتا پھر کبھی خدا نے چاہا تو دل کھولکر لکھونگا سردست مجھے یہ خبر کہ دینا ہے کہ منڈالے کے بدھ صاحبان نے گوتم بدھ کا بُت قائم کرنے کی تجویز کی ہے سنگتراش کام میں مصروف ہیں صرف لکڑی کی قیمت چار سو روپیہ ہے جو ایک تاجر نے دی ہے طیار ہونے پر یہ بُت ۳۰ فٹ ہوگا اور ایک پہاڑی پر نصب کیا جاویگا بارش اور دھوپ کے لیے حمایہ کا انتظام ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ اس یادگاری بُت سے پبلک کو کیا فائدہ ہوگا؟ بجز اسکے کہ کاہلوں اور مفت خوروں کی ایک اچھی تعداد پیدا ہو جاوے گی۔

*

اسلام کے کمالات کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بے اختیار درود پڑھنے کو جی چاہتا ہے جنکی زندہ یادگار ہر زمانہ میں خدا کے برگزیدہ لوگ ہوتے ہیں جو انھیں تعلیمات کا جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام لیکر آئے تھے زندہ نمونہ ہوتے ہیں کیونکہ ان تعلیمات کی اثر اور نتائج وہ اپنی عملی حالت میں دکھاتے ہیں اور خدا کی تائیدات اور نصرتوں کا ثبوت اپنے حال سے پیش کرتے ہیں۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ دنیا کا کوئی مذہب ایسی یادگار پیش نہیں کر سکتا۔ آج بھی خدا کا موعود مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ یادگار موجود ہے ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین +

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی اسٹریٹ صاحب ایم. اے

کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

چنانچہ بہت سے عزیز مفسرون نے یہ کام شروع کیا۔ کسی نے مکمل حالات تو اس رہبر کے تحریر نہیں کئے بلکہ ہر ایک نے جو کچھہ یا تو خود یاد تہا یا ان لوگون کے ساتہہ بات چیت کے نتائج کو جنہون نے اس پیارے رہبر کو دیکہا تہا یا اوس کی بابت کچھہ سنا تہا قلمبند کر دیا لیکن پہر عرصہ کے بعد جون جون اسکی شکل لوگون کی نگاہ سے اور بہی زیادہ دور ہوتی گئی۔ تو یہ خیال آیا کہ یہ تمام بیانات اکٹھے کرنے چاہئیں۔ تاکہ حتے الامکان اسکی زندگی کی مکمل تاریخ تیار ہو سکے اس لئے اس کی موت کی بہت عرصہ بعد اس کے بعض وفادار پیرؤون نے اسکی تعلیم اور زندگی کے حالات کا تحریر کرنا اور ترتیب دینا علیحدہ علیحدہ اپنے ذمہ لیا۔ ایک ترتیب کنندہ نے ان روایتون اور تحریرات کو مدنظر رکہکر جن کے ساتہہ متی کا نام وابستہ چلا آیا ہے اور خاصکر یہودی عیسائیون کے مطلب کے لئے متی کے مطابق انجیل لکہدی اور ایسا ہی مختلف حالات مین لوقا اور مرقس کے ساتہہ ہوا ہے۔ تین پہلی انجیلون کو موجودہ شکل اختیار کرنے سے پہلے ٹہیک اسی عمل مین سے گذرنا پڑا وہ اپنے بیانات کے لحاظ سے بہت ملتے جلتے ہین اسی سبب سے انہین synoptics کا نام دیا گیا ہے مگر تاہم وہ ایک دوسرے سے اسقدر مختلف ہین کہ یہ صاف ظاہر ہے کہ انمین سے ہر ایک انجیل علیحدہ علیحدہ تیار ہوئی۔ ان کے مورخون نے ایک ہی قسم کی منتشر تحریرات پر ان کا انحصار رکہا مگر سا تہہ ہی ایسے حالات ان مین موجود ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہین چوتہی انجیل اور بہی بعد کی معلوم ہوتی ہے اور اس لئے وہ تواریخی لحاظ سے بہت کم قابل اعتبار ہے۔ غالباً ایک شخص یوحنا نامی نے اسے تحریر کیا ہے۔ وہ یوحنا حواری نہین جو غالباً مکاشفہ کی کتاب کا مصنف تہا چوتہی انجیل سے مختلف طرز پر ہے۔ یہ انجیل ایک غیر ملک مین تصنیف ہوئی اور اسپر جنتایل خیالات کی مہر لگی ہوئی ہے اور اسمین مصری اور یونانی خیال کو مسیح کے مقصد اور تعلیم کے ساتہہ ملانے کی زبردست کوشش کیگئی ہے۔ مصنف نے اپنے فلسفانہ اور روحانی خیالات کو مسیح کا نام اور حوالہ دیدیا ہے۔

رسولون کے اعمال کی کتاب لوقا کی انجیل کے مولف نے تحریر کی ہے۔ اور اسمین پطرس اور پال کے کام اور تعلیم کو تفصیلت دیگئی ہے اگر پال کے خطوط معتبر ہین۔ تو رسولون کے اعمال کی کتاب تواریخی لحاظ سے قابل اعتبار نہین ہے۔ اس کتاب مین پطرس کے مشہور جال چلن مین پال کی ازاد مشربی اور پال کے اعلیٰ دل مین پطرس کی تنگ دلی اسقدر گہسیڑ دی ہے جس سے بلا تحاشا اسکی اپنی استدا کا پتہ لگ جاتا ہے یعنی یہ کہ قدیم عیسائیون مین جو آپسمین دو مخالف فریق تہے انمین صلح کرادی۔

ان بہت سے خطوط کو جو کلیساؤن کی طرف لکہے گئے تہے پولس سے جو جنتایل لوگون کا بڑا ابہاری رسول تہا منسوب کیا جاتا ہے وہ درحقیقت پولس کی ہی تحریر ہین یعنی وہ خطوط جو رومیون۔ قرنتیون اور گلتیون کی طرف لکہے گئے تہے۔ اگرچہ افسیون اور عبرانیون کی خطوط پولس کی تحریر بالکل نہین ہین۔ پولس کی تحریرات مین ہمیں مسیح کی ایسا اور ہی مختلف تصویر ملتی ہے جو اور انجیلون مین نہین پائی جاتی اور اسکی وجہ یہ ہے کہ پولس نے مسیح کو کبہی دیکہا نہین اور اس نے اپنے فلسفانہ خیالات کے مطابق ایک فرضی تصویر ایک نہایت اعلیٰ نمونہ دکہلانے کے لئے کہینچی ہے آجکل کے عام عیسائیون کا علم الہیات گویا پولس کی بیہودہ اور غلط تعلیم کا نتیجہ ہے اس قسم کی تعلیم پہلی تین انجیلون مین نہین پائی جاتی ہے اور نہ خود مسیح کی یہ تعلیم تہی۔ یہ صرف فلسفہ علم الہیات کا ایک پہلو ہے جو کچھہ تو یوحنا کی تعلیم پر اور رہا سہا کچھہ پولس پر منحصر ہے۔ اگرچہ ان دونون مین سے کسی نے بہی اس پیغمبر کو جسکی بابت انہون نے رائے زنی کی ہے نہ دیکہا ہی ہے نہ اس کا ذکر سنا ہے۔ یہ کہنا بہی ضروری ہے کہ پولس کو مسیح کی معجزہ کے طور پر پیدا ہونے کا مطلق علم نہ تہا اور نہ ہمکو یہ شہادت ملتی ہے کہ ان معجزات مین جنہین مسیح کے ساتہہ منسوب کیا جاتا ہے کچہہ یقین تہا جب ہم یہ خیال کرتے ہین کہ پولس کے خطوط نئے عہدنامہ مین سب سے پہلی مکمل کتاب ہے تو مفصلہ بالا واقع کی وقعت اور بہی بڑہ جاتی ہے اور وہ انجیلین جنہین یہ روایتی واقعات ملتے ہین بعد مین تیار ہوئی ہین۔ اگر پولس کو انکی بابت کچہہ بہی معلوم ہوتا اور وہ یقیناً ان کا حوالہ دیتا کیونکہ جیسا وہ جاہل اور سریع الیقین لوگون مین جو ہمیشہ کوئی نشانی یا ثبوت چاہتے تہے۔ روحانی صداقتین ذہن نشین کرانا چاہتا تہا تو اس قسم کے حوالے اسکے لئے نہایت مفید ثابت ہوتے۔ جب فریسیز مسیح کے پاس اس کی نبوت کا کوئی ثبوت مانگنے آئے تو اس نے سرد آہ بہر کر کہا۔ اس نسل کے لوگ کیون ثبوت کے خواہشگار ہین حقیقت یہ ہے کہ اس قوم کو کسی قسم کا نشان نہین دیا جاوے گا جب مسیح نے یہ دیکہا کہ لوگون مین اسقدر رو ہرے پن پیدا ہو گیا ہے کہ وہ روحانی طاقت کے ثبوت مین نشانی چاہتے ہین۔ تو اوس کا سرد آہ بہرنا بالکل بجا تہا۔ کاشکے مسیح اب بہی اپنے پیرؤون کو اسی قسم کے پیغام سے ملزم کرتا اسی نئے عہدنامہ مین چند ایسے خطوط ہین جو اور شاگردون کی طرف منسوب کئے گئے ہین جنمین سے یعقوب کا مہربانی سے بہرا ہوا اعلیٰ قسم کا خط ہے اور عجیب تمثیل یا خواب ہے جو غالباً ابتدا کے لحاظ سے یہودی معلوم ہوتا ہے اس کو یوحنا حواری نے پہر دوبارہ دیکہہ کر ٹہیک ٹہاک کیا ہے اس کی تعبیر علم الہیات کے ماہرین سے لایق ماہر بہی تشفی بخش طریقہ پر نہین بتلا سکتے۔ لیکن اس نے صاف صاف طور پر اس بات کی تعلیم دی ہے کہ دنیا کا انجام جلد آنیوالا ہے پرانے عیسائی اس مسئلہ کے قایل تہے ناامیدی کرنا اس مسئلہ کے ملتے پر لکہی ہوئی تہی۔

عیسائی مذہب کی تواریخ کے بہت پچہلے زمانہ مین نئے عہدنامہ کے ضوابط مقرر ہوئے اور حدود بندی ہوئی۔ ضابطہ کی ضرورت اس وجہ سے محسوس ہوئی کیونکہ اس کے نہونے سے بہت سی نامناسب کارروائی ہونے لگی یہ ہی تحقیق نہ تہا کہ کون کون سی کتابین اسمین شامل ہین اور بعض کتابون کی تعلیم ایک دوسرے کے بالکل مخالف اور متضاد تہی بارہا چرچ کے افسرون کے حکم سے ضوابط مقرر ہوئے اور بارہا انمین تبدیلی ہوئی کبہی تو یعقوب عبرانیون۔ اور مکاشفہ کی کتابون کو اس سے نکال دیا گیا اور کبہی پہر شامل کر لیا گیا۔

بعض اوقات اور پرانی عیسائی تحریرات کو جو نئے عہدنامہ کی پوکریفیا (یعنی وہ کتابین جن کے الہام پر یقین نہو) کا حصہ ہین یعنی کلیمنٹ۔ اور بارناباس پرماس کے پاسبان۔ عبرانیون کی انجیل وغیرہ کتابون کو اسمین شامل کیا جاتا تہا۔ اور برابر ایسا ہی رہا جب تک کہ ۱۵۴۶ء مین کانچ کی تیسری کونسل کے چرچ کے وکلاء کی رائے سے الہام کی حدود کا قطعی فیصلہ کر دیا گیا۔ قدیم عیسائی پہلے عیسائی تحریرات کو خاص طور پر الہام شدہ نہین مانتے تہے اور ہمیشہ شریعت اور پیغمبرون سے اپیل کرتے تہے۔ زمانہ کی جہالت اور علم کی کمی کی وجہ سے یہ خیال نئے عہدنامہ مین اسیطرح داخل ہو گیا جیسے کہ پرانے عہدنامہ کے ساتہہ ہوا تہا۔ مورخین نے خود اس بات کا خیال نہین کیا کہ وہ ایک طرح تواریخ لکہہ رہے ہین۔ اور برے بہلے واقعات کو بیان کر رہے ہین جنکو آیندہ زمانہ مین خدا کی طرف سے لاخطا الہام مانا جائے گا۔ اسیطرح ہماری انجیل نے اپنی موجودہ شکل اختیار کی اور اسکی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا ہمین یقین دلایا جاتا ہے یہ ایک کتاب نہین ہے بلکہ ایک لٹریچر ہے اور وہ بہی دو قسم کا ہے ایک یہودی دوسرا عیسائی۔ کسقدر کم ایسے آدمی ہین جو کبہی یہ سوچتے ہین کہ کسقدر بیش بہا خزانہ اس پرانی انجیل کے اندر بہرا ہوا ہے بہت سے ایسے لوگ ہین جو اس کی بابت شور تو بہت مچاتی ہین مگر ان سے یہ انجیل کی تواریخ ایک سربمہر کتاب ہے اور اس لئے وہ مناسب طور پر اس کی تعبیر نہین کر سکتے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پاپ مذہبون مین سے ہی بہت زور کی آواز نکلتی ہے مثل مشہور ہے کہ تہوتا چنا باجے گہنا۔

انجیل ایک انسانی کتاب ہے

اسی بات مین ایک انجیل کی خوبی اور رفعت کا راز ہے۔ چونکہ اسمین مختلف قسم کے تجربے اور زندگی کے انقلابات مندرج ہین اس وجہ سے اسمین ہماری موجودہ ضروریات کے مطابق بہت کچہہ ملتا ہے تقریباً ہر ایک قسم کے واقعات کی نسبت جو انسان کے خیال مین آسکتے ہین اسمیں کچہہ نہ کچہہ درج ہے اس لئے ہم اس کے ذمہ دار بیانات کو قبول کرتے ہین۔ ہم اپنے انسانی مارون کو ان کے ساتہہ ہمدردی کرتے ہوئے پاتے ہین اور ہم انہین پڑہکر تسلی اور راحت پیدا کرتے ہین اگرچہ پرانے عہدنامہ مین جو بیرحمی اور بے انصافی خدا کی طرف منسوب کی گئی ہے وہ اس کتاب کے مبرا از خطا الہام ہونے کے مسئلہ کو بالکل منہدم کر دیتی ہے۔ لیکن ان باتون سے اچہی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ متقدمین کا خدا کی بابت کیا خیال تہا اور اب ہمارا خدا کی بابت کیسا اعلیٰ اور ابہار دینیوالا خیال ہے ہمین داؤد کی گالیون اور اسکی برائیون مین کچہہ بہی کمی نہین کرنی چاہئے بلکہ اسکو اس کے اصلی رنگ مین دیکہنا چاہئے۔ اور اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ اسمین اور آجکل کے اعلیٰ ملکی رہبرون مین کسقدر فرق موجود ہے۔ ممکن ہے کہ میرے موسن دوستونکو واعظین کے منشاء کے وہم سے کچہہ تکلیف پہونچے گو مین بہی خود اس قسم کے خیالات کے سخت مخالف ہون۔ مگر مین جانتا ہون کہ بہت قدیم زمانہ سے دنیا مین یہ خیالات چلے آتے ہین اور ان قدیم تحریرات کی وجہ سے مین آجکل کے دہریون کو اچہی طرح سمجہہ سکتا ہون پرانے اور نئے عہدنامون مین فرضی معجزون کا ذکر ہے ان کے بہی گہرے معنی ہین کیونکہ وہ اس زمانہ کی سریع الیقینی اور ظاہرا ہر دینا ثبوت پر اعتبار کرنے کے خیال کو ظاہر کرتے ہین۔ (باقی آیندہ)

مدرسہ تعلیم الاسلام

الحکم کے پہلے ہی صفحہ پر مدرسہ تعلیم الاسلام کے جدید انتظام اور اسکی موجودہ مشکلات اور ضروریات پر حضرت مخدوم الملۃ کا ایک مبسوط مضمون میں شایع کرچکا ہوں۔ اگرچہ اس کے بعد ضرورت نہ تہا کہ مین بہی کچہہ لکہون۔ لیکن محض حصول ثواب کی نیت سے کچہہ کہنا ضروری سمجہتا ہون۔

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین بہی مینے اس امر کی طرف قوم کو متوجہ کیا تہا کہ ماہوار مستقل چندون کا پورا انتظام اور التزام کیا جاوے کیونکہ ماہواری اور مستقل اخراجات یکمشت عطیون سے پورے نہین ہو سکتے یہ عطیہ توآنی اخراجات کے کام آسکتے مین

اب **عید** کی تقریب بالکل قریب ہے یہ موقع ہے کہ احمدی قوم خصوصیت کے ساتہہ اپنے **قومی** مدرسہ کی خبر لے۔ ہر شخص جو احمدی کہلاتا ہے عید فنڈ مین حصہ لے اور عام طور پر ایک روپیہ فی کس یا علی قدر مراتب کم و بیش ضرور دے۔

قربانی کی کہالون کا یہ انتظام کیا جاوے کہ ہر شہر کی انجمن احمدیہ خود احمدیون سے کہالین جمع کرکے انکو فروخت کردے اور قیمت اسکی فنڈ مین بہیجدے۔

چونکہ آیندہ کیلئے جیسا کہ پہلے ہی صفحہ سے معلوم ہوتا ہے انتظام اب کمیٹی کی سپرد کیا گیا ہے۔ اسلئے عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب کے نام کسی قسم کی رقوم متعلق مدرسہ ارسال کرنیکی ضرورت نہین ہے بلکہ مدرسہ کے متعلق کل روپیہ براہ راست امین مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

اسقدر اطلاع کے بعد مین یہ کہنا بہی ضروری سمجہتا ہون کہ حضرت مخدوم الملۃ نے دو ہزار روپیہ قوم سے مانگا ہے۔ اس روپیہ کو عید فنڈ یا مستقل ماہوار چندون سے کوئی تعلق نہین ہے بلکہ یہ اس سے الگ ہے جو مدرسہ کی بعض مشکلات مالی کے انسداد کیلئے ہے اسلئے جسقدر جلد ممکن ہو یہ روپیہ فراہم ہو جانا چاہیئے۔ الحکم کے ناظرین اگر توجہ کرین تو مین سمجہتا ہون یہ رقم صرف یہی جماعت پورا کرسکتی ہے اور بڑی آسانی کے ساتہہ۔ پس مین الحکم کی برادری سے جو نو سو کے قریب دسیو تک ہے درخواست کرتا ہون کہ وہ اس دو ہزار کی رقم کو پورا کرنے کیلئے وہی بیڑا اٹہائین۔

اور اس خیال سے کہ مین خود بہی اس برادری مین داخل ہون دو روپیہ اس مد مین داخل کرتا ہون۔ اگر دو دو روپیہ کل ناظرین الحکم بہیجدین تو ایک دن مین تو دو ہزار روپیہ ناظرین الحکم سے مدرسہ کو مل جاویگا کیا مین اپنے محترم ناظرین سے امید رکہون؟ کہ وہ اس کار خیر مین میرے ساتہہ شریک ہون۔

ناظرین الحکم مین سے جو بزرگ چندہ بہیجین وہ منی آرڈر کے کوپن پر خریدار الحکم ضرور لکہدین تاکہ اس تحریک کے اثر کا اندازہ ہو سکے اور رسید سہولت سے دی جاسکے۔

اس تحریک کو ختم کرنیسے پہلے مین پہر کہنا چاہتا ہون کہ **عید فنڈ** اور **قربانی کی کہالون** کا انتظام مستعدی کے ساتہہ کیا جاوے۔

مراسلت

آ بیل مجہے مار

مدت ہوئی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا معزز اور قابل قدر میگزین عیسائی صاحبان کو ہر ایک قلمی میدان بازی مین لاجواب کرچکا تہا مگر ۵ - ۱۲ جنوری ۱۹۰۵ء کے اخبار طبیب عام کے مندرجہ مضمون بعنوان "مسیح کی عظمت پر قادیانی حملہ" کے پڑہنے سے شبہ پڑتا ہے کہ ابہی اس مذہب کے بعض پیروؤن مین رکہ سہا حوصلہ باقی ہے افسوس کہ مضمون نگار صاحب جو اپنی محدود لیاقت کیوجہ سے خواہ مخواہ آ بیل مجہے مار کے مصداق بنے ہین۔ مسیح کی تعلیم کا کوئی اچہا نمونہ نہ دکہا سکے آپ ریویو آف ریلیجنز کے مضامین متعلقہ ذنب پر برسے درجہ کے ناراض ہین یہان تک کہ ریویو جیسے ناصح مشفق کو لفظ دشمن سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور بڑی بے باکی کے ساتہہ لکہتے ہین کہ "نبیون کی نکتہ چینی ضروری امر تہا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر ٹوبال صاحب واعظ انجیل ۱۶ ما تو الہ علاقہ بار نے انجیل کو پڑہا ہی نہین جب نکتہ چینی ضروری امر ہے تو پہر مسیح نے فقیہون کی نشان طلبی پر ان دشنام آمیز الفاظ مین کیون انکار کیا کہ "اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈہونڈہتے ہین" کیا فقیہون کے بر پر کہنا اور نکتہ چینی ضروری امر نہ تہا۔ ہمین راقم مضمون کا شکریہ تو ادا کرنا چاہیئے جو انہون نے اپنے اس ریمارک سے ہمارے لئے بہی راہ صاف کردی امید ہے کہ مسیحی صاحبان آیندہ اپنے فرضی خدا کی جانچ پڑتال پر برا نہ منائینگے کاش کہ مسٹر ٹوبال صاحب ذنب کی بحث کو غور سے پڑہکر فیصلہ کرتے ریویو آف ریلیجنز نے جس خوبی سے اس بحث کو نبہاہا ہے وہ ہر پہلو سے صحیح اور قابل تسلیم ہے مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمارے مسیحی دوست اتنا مادہ ہی نہین رکہتے جو ایک آسان اور بالکل آسان بات کو آسانی سے سمجہہ سکین گویا ان کیلئے کسی بات کا سمجہنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا بہینس کیلئے باجا۔ لفظ ذنب پر جو اعتراض کیا کرتے ہین وہ انکی سراسر نافہمی ہے سورہ فتح کو اگر غور سے پڑہا جائے تو پہر امید نہین کہ کوئی اعتراض پیدا ہو اسمین تو ان غیر مودب لوگون اور بعض کمزور طبیعتون کے ذنب کا تذکرہ ہے جو آیت انا ارسلنٰک شاھدا ومبشرا و نذیرا لتومنوا باللّٰہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ - اور آیت سیقول لک المخلفون من الاعراب شغلتنا اموالنا واھلونا فاستغفر لنا مین مخاطب اور بیان کئے گئے ہین ہان ان مین سے جو کامل ایمان لاکر اپنی کمزوریون اور قصورون کا اعتراف کرنے لگے تو خداوند کریم نے آنحضرت صلعم کو بذریعہ وحی اطلاع دی کہ تیرے قصوروارون کے تمام سابقہ قصور معاف کردیئے گئے ہین۔ اور یہ وہی لوگ ہین جو آیت لقد رضی اللّٰہ عن المؤمنین اذیبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحا قریبا مین مذکور ہین۔ ونیز اس سورہ شریف مین جو لفظ ما تاخر ہے یہ ایک پیشگوئی کے طور پر واقع ہوا ہے اسمین ان لوگون کا ذکر ہے جو آنحضرت صلعم کے بعد ایمان لاکر اپنی تمام گذشتہ شوخیون اور گستاخیون کو چہوڑ دیا کرینگے سو بیشک اس پیشگوئی مین بہی لوگ مضمر ہین جنکی تصریح آیت وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت منھم مغفرۃ واجرا عظیما سے بہی ہوتی ہے کیا مسٹر ٹوبال صاحب معترض اور ایڈیٹر صاحب طبیب عام انجیل سے کوئی ایسی پیشگوئی تلاش کرکے دکہا سکتے ہین؟ مگر اتنا کرین کہ تلاش کرتے وقت انجیل کی دیگر متعدد پیشگوئیون کے علاوہ انجیل یوحنا کے باب ۱۶ کی اس آیت "لیکن جب وہ یعنے روح حق آوے تو وہ تمہین ساری سچائی کی راہ بتا دے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی جو کچہہ وہ سنیگی سو کہے گی۔ اور تم آیندہ کی خبرین دے گی" کو نظر انداز نکرین تاکہ ہم معلوم کرسکین عیسائی صاحبان کہان تک انجیل پر عمل کرتے ہین۔

غرضیکہ نامہ نگار صاحب نے ازحد کوشش کی ہے کہ جسطرح ہوسکے عصمت کا تاج اکیلے مسیح کے ہی سر پر رکہا جائے مگر ہم اناجیل کو تدبر کے ساتہہ پڑہنے سے فوراً اس نتیجہ پر پہونچ جاتے ہین کہ عیسائی صاحبون کی یہ کوشش اور تگ و دو محض تضیع اوقات اور خواہ مخواہ کی سردردی ہے۔

مثلاً انجیل مصنفہ متی باب ۱۹ کی آیت ۱۷ کو ہی دیکہئے اور اس نے (یعنے مسیح نے) اس سے کہا تو کیون مجہے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہین مگر ایک یعنے خدا۔ اس آیت سے ایک نہین بلکہ دو معنے حل ہوتے ہین ایک یہ کہ مسیح کو اپنی اندرونی حالت پر کیا ہی اطلاع تہی جبہی سے وہ خود نیک کہلانے سے انکار کرتا تہا۔ دوسرا اس آیت سے یہ بہی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح خدا نہین تہا صرف ایک انسان ہی تہا۔ ورنہ انکار کرنے کے بعد "ایک یعنے خدا" کے اضافہ کی کیا ضرورت تہی۔ ہان قرآن کریم نے جس مسیح کو پیش کیا ہے وہ فی الواقع خدا کا رسول اور برحق نبی تہا۔ ناناکہ انجیل مین بہی اسی ابن مریم کا ذکر ہے جو قرآن حمید مین بیان کیا گیا ہے۔ مگر پہر بہی انجیل کے جانچنے پر کہین اسکی خدائی کا پتہ نہین لگتا۔ چنانچہ انجیل متی باب ۸ مین لکہا ہے "اور یسوع نے اس سے کہا کہ لومڑیون کیلئے ماندین اور پرندون کیواسطے بسیرے پر ابن آدم کیلئے جگہ نہین جہان اپنا سر دہرے" یہ ہے عیسائی صاحبان کا خدا جو لومڑی ایسے ناچیز جانور کو ترجیح دیکر اپنی بے سروسامانی پر افسوس کرتا ہے۔ اب ہم جب انجیل کے بیان کردہ خدا کے مقابل قرآن شریف کو پڑہتے ہین تو اسمین ایک ایسے زبردست اور وحدہ لاشریک خدا کو پاتے ہین جو لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض جیسی تمام دیگر صفات سے موصوف ہے۔ اور یہ وہی حقیقی خدا ہے جو انجیلی خدا کے صلیبی موقع پر ایلی ایلی کرکے پکارا گیا۔

اخیر پر امید کیجاتی ہے کہ یسوعی صاحبان آیندہ سوچ سمجہکر اعتراضات پر جرح کہولا کرین گے

استفسار اور ان کے جواب

(۱) عید کی نماز کی ہر دو رکعت میں تکبیریں سات اور پانچ قبل از قرائت کہنی چاہئیں؟ یا ۴ پہلی رکعت میں قبل از رکعت اور دوسری رکعت میں چار قبل از رکوع۔ خود آپ کا عمل کس پر ہے اور کیوں؟ یعنی دوسرے طریقہ کے چھوڑنے کی کیا وجہ ہے؟

(۲) قربانی کس پر واجب ہے؟ کیا صاحب نصاب پر؟ نصاب کتنا آجکل کے سکہ کے موافق؟ نصاب نامی یا غیر نامی؟ بیل زمین وغیرہ بھی نصاب میں آسکتی ہیں یا صرف زر و سیم۔

(۳) قربانی اپنے نابالغ بچوں کیطرف سے بھی (جیسا کہ صدقہ فطر) علیحدہ دینی چاہئے یا ایک ہی قربانی کافی ہے۔

(۴) قربانی کرنیوالا شروع چاند سے حجامت [illegible] مستحبات سے ہے یا سنت واجب؟

(۵) بکری بھیڑ اہلحدیث کے نزدیک ۲ برس کی جائز ہے فقہا کے نزدیک ایک برس کی۔ آپ کا فیصلہ؟

(۶) قربانی کی کھال فروخت کرنیکی حدیث میں ممانعت ہے بلکہ یہ کہ گویا اس نے قربانی نہیں کی ہم چاہتے ہیں کہ کھال فروخت کر کے قیمت دارالامان بھیجدیں۔ فرمایئے؟ اگر اجازت ہے تو دلیل؟

(۷) قربانی عید کے بعد کتنے دن تک جائز ہے اہلحدیث کے نزدیک ۱۳ تاریخ تک اور فقہاء کے نزدیک ۱۲ تاریخ تک۔ کس پر عمل کرنا چاہئے

(۸) نماز خسوف باجماعت قرائت جہر سے ہو یا علیحدہ علیحدہ پڑھیں اور بعد از ان خطبہ بھی جائز ہے یا نہیں۔ میں خیال کرتا ہوں دارالامان میں نماز کسوف بھی باجماعت قرائت جہر سے کبھی ادا نہیں کی گئی حالانکہ سنت رسول صلعم سے ثابت ہے؟

جوابات

ع۱۔ عید کی نماز میں جو تکبیریں آئی ہیں انمیں علماء کا اختلاف ہے جیسا آپنے ذکر کیا۔ مگر میں اس روایت کو ترجیح دیتا ہوں جسمیں پہلی رکعت میں قرائت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری میں قرائت سے پہلے پانچ تکبیریں آئی ہیں حنفیہ کا مذہب کہ پہلی رکعت میں قبل قرائت اور دوسری میں بعد قرائت کہتے یہ بھی تابعین سے ثابت ہے

گر ہم پہلی روایت کو ترجیح دیتے اور اسپر عملدرآمد ہے۔ کیونکہ اس کا جواب یہ ہے کہ فقہا محدثین اور مدینہ طیبہ کا عملدرآمد یہ ہے جسکو ہم ترجیح دیتے ہیں۔

ع۲۔ قربانی کی نسبت وجوب اور نصاب اور پھر نصاب میں تفرقہ نامی اور غیر نامی کا کوئی نہیں اسواسطے میں آپ قربانی کو ایک امر مسنون یقین کرتا ہوں۔ اور تمام گھرانے کی طرف سے ایک ہی قربانی دو مینڈھوں کی قربانی مسنون ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر یہی کرتے تھے ہاں اپنے حجۃ الوداع میں بی بیوں کیطرف سے بھی علیحدہ قربانی فرمائی ہے مگر جبکہ امر مسنون ہے تو اسپر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ نصاب آجکل کے سکہ کے مطابق [illegible] روپیہ ہوتے مگر قربانی کو اسمیں دخل نہیں کیونکہ نبی کریم قربانی کرتے اور صاحب زکوٰۃ نہ تھے اور حضرت ابراہیم سے زیادہ بہت بڑے عظیم الشان دولتمند تھے جن کے وقت اس قربانی کا [illegible]

ع۳۔ قربانی بچوں کی طرف سے بھی ہو سکتی ہے [illegible] ابو داؤد اور موطا میں بہت سی حدیثیں ہیں [illegible] کہ تمام گھر کی طرف سے قربانی ہو [illegible]

ع۴۔ قربانی کرنیوالا شروع چاند سے حجامت [illegible] اسکا ثبوت احادیث سے [illegible] یا وہ حجامت نہ کرنا فرض یا واجب یا سنت ہے یہ سوال سے بہت بعید ہے اسکا جواب نہیں دیا جاسکتا۔

ع۵۔ میں آپ بکری اور دنبہ کی نسبت تحقیق رکھتا ہوں کہ بکری دو برس سے کم کی نہ ہو اور دنبہ ایک برس سے کم نہ ہو [illegible] مگر [illegible] میں بھیڑ [illegible] نہیں اور نہ [illegible] ان کو کہتے ہیں جو [illegible] [illegible] تحقیقات کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس بھیڑ کو ہم نہیں جانتے اور زیادہ سے زیادہ اسکو ایک قسم کی [illegible] کہتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ [illegible] [illegible] کرتے ہیں [illegible] ملک کی بھیڑ بکری میں داخل کر کے دو برس میعاد مقرر کرتا ہوں۔ اور دنبہ کو ایک برس میں اور یہی شریعت سے ثابت ہے۔

ع۶۔ قربانی کی کھال فروخت کرنیکی ممانعت ہم نے حدیث میں نہیں دیکھی آپ نے لکھی ہے۔ اگر آپ کوئی حدیث [illegible] تو ہم توجہ کریں گے۔ کیونکہ قربانی کی کھال گھر میں ہی رکھنا جائز ہے۔ کیونکہ قربانی تو ذبح کا نام ہے۔ خود ہم تمام گوشت اپنے گھر میں رکھ لیوے۔ اراقت الدم کا نام قربانی ہے۔ اسکے بعد جو کچھ رہتا ہے خواہ دیدے خواہ سارا رکھے۔

ع۷۔ قربانی ہمارے نزدیک ۱۲ تاریخ تک جائز ہے ہاں فقہا نے ۱۳ تاریخ بھی رکھی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تعامل میں ضرور اہل امر میں کچھ فرق ہوا ہے۔

ع۸۔ نماز خسوف باجماعت جہری قرائت سے پڑھنا مسنون ہے۔ اور اس کے بعد خطبہ بھی ہے۔ یہ تو عام کتب احادیث میں مندرج ہے۔ چھوٹی سی چھوٹی بلوغ المرام ہے اسمیں کافی بحث ہے۔ دارالامان میں خسوف اور کسوف دونو جماعت سے پڑھی جاتی اور یہاں بھی رواج ہے۔ ہاں یہ جماعت مسنون ہے فرض نہیں۔ نورالدین

نوٹ از راقم الحروف۔ آپکے اس آخری اعتراض پر تعجب ہے یہاں تو کسوف و خسوف کی نمازیں باجماعت ہمیشہ پڑھی جاتی ہیں اور ساتھ صدقہ و خیرات بھی کیا جاتا ہے، ہاں اگر کوئی شخص بیمار ہو یا کسی اور باعث سے مجبور ہو تو وہ معذور سمجھا جاتا ہے۔ فضل الرحمن

مفید اور دلچسپ آئین

صنعتی تعلیم [illegible] کا ایڈیٹر اتحاد لکھتا ہے۔ صنعت و حرفت کی تعلیم پر زور دینا تو درکنار ابھی کانفرنس میں اس کے خلاف تحریک کیگئی [illegible] زیادہ کوئی حیرت انگیز کارروائی نہیں ہوسکتی۔ یورپ کی ٹیکنیکل انجینرنگ تو بڑی چیز ہے مگر میں تو خیال کرتا ہوں کہ ہمیں معمولی قسم کی آہنگری لوہاری۔ سناری۔ بڑھئی کے کام اور درزی گری کی تعلیم کیلئے بھی مدارس کھولنے چاہئے۔ سچ پوچھئے تو یہ پیشہ اب معمولی قسم کی کلرکی سے زیادہ مفید ہیں اور ہندوستان کی خوش اقبالی ہو اگر [illegible] مڈل یا انٹرنیس پاس کرکے ان کاموں کو سیکھنے لگیں ان پیشوں کو اگر پڑھے لکھے لوگ اختیار کرنے لگیں تو ان کو اصولاً زیادہ ترقی دینگے ان کاموں کی وقعت و عزت بڑھاوینگے آزادی و خودمختاری کی زندگی بسر کرینگے کام زیادہ [illegible] اور دولتمند بھی ہوسکینگے اور یہی لوگ اسوقت بڑے اور اعلیٰ درجہ کے انجینیرن جائینگے تب ہندوستان میں ٹکنیکس کو ترقی ہوگی۔

صنعتی تعلیم اور ملکی صنعتوں پر معزز ہمعصر ہندوستان نے ایک دلچسپ نوٹ لکھا ہے۔ آجکل لاہور میں موٹر سائیکل (انجن سے چلنے والے بائسکل) بھی آگئے ہیں کل ایک نوجوان موٹر سائیکل پر سوار تیزی سے جا رہا تھا کہ انجن کی بھب بھب نے کتوں کو متوجہ کیا جو دور تک موٹر سائیکل اور اسکے سوار کے پیچھے بھونکتے دوڑتے چلے گئے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ ہندوستانی کتوں کے دلوں میں بھی حب الوطنی کا اسقدر مادہ ہوگیا ہے کہ وہ اس ملک میں غیر ملکی صنعتوں کو معراج پاتے دیکھنا گوارا نہیں کرسکتے!

نشان تحقیق

فتح مقدمات کے ذریعہ جو عظیم الشان نشان پیدا ہوا ہے جس نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی حقانیت اور صداقت پران لوگوں کی نظر میں جو باوجود مسلمان کہلانے کے اسکو ایک افترا اور انسانی دل و دماغ کا نتیجہ سمجھتے تھے خدائی مہر کردی ہے اور اسلام کے مخالفوں کی نظر میں اسلام۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی سچائی پر زبردست گواہ ٹھہرا ہے۔ اور اس نے ثابت کر دیا کہ نفی تحقیقت الہی تائیدات اور تصرفات کا اسلام سچا نمونہ ہے کیونکہ اگر یہ سلسلہ فی الحقیقت انسانی منصوبہ بازی اور تدابیر کا نتیجہ ہوتا تو ایسی صورت میں کہ کل ملک کے لوگ اس کے دشمن اور ہلاک کرنیکی فکر میں تھے ضروری تھا کہ خدا تعالیٰ بھی جس کے منشا اور ارادہ کے خلاف یہ سلسلہ تھا اس کا دشمن ہوتا اور پھر اس کے ہلاک ہونے اور نام و نشان مٹ جانے میں کچھ بھی شک و شبہ نہ رہتا مگر اسکی کامیابی اور پہلے از وقت مشہور کردہ کامیابی (جو بطور پیشگوئی شائع کیگئی تھی) نے بتا دیا کہ وہ سب جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں

کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے نہیں

واقعی غور کرنیکا مقام ہے کہ کیا کوئی ایسا مفتری و کذاب کامیاب ہوسکتا ہے جو باوجودیکہ (بقول مخالفین) مصائب اور مشکلات میں گرفتار ہو اور پھر بھی الہامات اور پیشگوئیاں شائع کرتا جاوے؟ یہ طاقت اور حوصلہ مفتری و کذاب کو ملسکتا ہی نہیں۔ یہ امر مخصوص ہے خدا تعالیٰ کے ماموروں اور برگزیدہ رسولوں سے

غرض

کچھ شک نہیں یہ عظیم الشان نشان اس قابل ہے کہ ہمیشہ تک اسے زندہ رکھا جاوے اور کسی مفید یادگار کی صورت میں نمایاں رہے خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری پہلی تحریک پر قوم میں اس کے متعلق حرکت پیدا ہوگئی ہے۔ اگرچہ ابھی اس حرکت کی سرسراہٹ ہے مگر میں یقین کرتا ہوں کہ اس سرسراہٹ کا نتیجہ مفید ہوگا۔ سردست اس امر پر بحث کرنیکی ضرورت نہیں ہے کہ یہ یادگار کس رنگ میں ہو۔ فی الحال اس مد میں حضرت حکیم الامۃ کے نام روپیہ بھیجا جاوے جب ایک معقول رقم جمع ہو جاویگی اسوقت حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایما اور اشارہ کیموافق بزرگان ملت جو تجویز کرینگے وہ ہر حال مفید اور بابرکت اور خدا تعالیٰ کی منشا کے موافق ہوگی صنعتی شاخ کا سوال بھی ہے اس کے علاوہ توسیع مسجد اور کشتی نوح والا موعودہ مکان جو بجائے خود ایک نشان ہے کیونکہ اس کے متعلق بھی پیشگوئی تھی۔ وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال جو امر مفید ہوگا اس پر یہ روپیہ صرف ہوگا اس مد میں جن بزرگوں نے حضرت حکیم الامۃ کی خدمت میں روپیہ بھیجا ہے اسکی رسید دوسری جگہ چھاپ دیدی ہے۔ آئندہ ہفتہ وار اس ملکی اور مدرسکی املی کی رسید الحکم میں شائع ہوتی رہیگی امید کیکر جب [illegible]

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

نماز کی حقیقت - یہ کتاب میں اپنی جگہ مکمل کر چکا تہا لیکن بعض احباب نے اکثر متنازعہ فیہ مسائل پر مجہے متوجہ کیا۔ فقہ احمدی کا کام میرے جیسے بیچمرز کا نہیں تاہم جہانتک مجہسے بن پڑیگا بزرگانِ ملت خصوصاً حکیم الامت سے استفادہ کرکے میں ضروری مسائل متعلقہ نماز پر بحث کرونگا انشاء اللہ اسلئے جو صاحبان کوئی اعتراض یا قابل حل مسئلہ سمجہتے ہوں وہ لکھ بہیجیں۔ معزز احمدی گجراتی نامہ نگار نے چند امور پیش کئے ہیں میں انشاء اللہ انکا لحاظ رکہونگا مگر وہ مجہسے مناقشہ اور مشکل کا کام لینا چاہتے ہیں جو دونو امر میں اپنی طاقت سے بڑہکر پاتا ہوں بہرحال دعا کریں۔

مستقل خریداران کتب - باوجودیکہ میں نے متواتر اعلان کیا تھا کہ جو لوگ دفتر الحکم کی شایع کردہ کتب کے خریدار مستقل رہنا چاہتے ہوں اطلاع دیں لیکن اس اطلاع نہ دینے پر کارخانہ الحکم جنکو مستقل خریدار تصور کرتا ہے اور انہوں نے بہی محض اسوجہ سے اطلاع نہیں دی اگر شایع شدہ کتاب نہ پہونچے تو جلد اطلاع دیں کیونکہ میں اپنے ہاں کی کتابیں سردست اسیقدر چہاپا کرونگا جسقدر مستقل خریدار ہونگے

بذریعہ تار درخواست - الحکم کے ناظرین اس امر کو سن کر کسقدر خوش ہونگے کہ ان کے محبوب اور مقبول کارخانہ کی تالیفات ایسی عزیز سمجہی جانے لگی ہیں کہ بذریعہ تار درخواست بہیجکر منگوانے والے عاشق زار زندہ در از بگہ پیدا ہو چلے ہیں - الحمد للہ علی ذالک

توسیع اشاعت - الحکم کی توسیع اشاعت میں ہفتہ زیر اشاعت میں چودہری غلام احمد صاحب بی۔ اے نے کشمیر سے اور حافظ نور احمد صاحب نے مستقل انتہا سے خریدار بہیجکر اعانت فرمائی اور علاوہ بریں چند احباب نے براہ راست شرف قبولیت بخشا۔

تفسیر القرآن کا ناہموار نمبر چہپ رہا ہے۔ کارخانہ الحکم میں پریس پر گنجائش نہونے کیوجہ سے بعض دوسرے رسالہ کی کاپیاں دوسرے مطبع میں دینے کی ضرورت پڑی ہے خدا نے چاہا تو جلد مشکلات چہپائی کا ہی خاتمہ ہوجائیگا خدا کے فضل سے کیا کچہ احسان نہیں ہوا۔

سلک مروارید - حصہ دوم اور نماز کی حقیقت طبع ہونے شروع ہوگئے ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بحمد للہ اچھی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقدمات کے فیصلہ پر ایک رسالہ الکسبا تجویز فرمایا ہے۔

۲- بزرگان ملت کی صحت بہی اچھی ہے حضرت حکیم الامت کی طبیعت اس روز سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپکی صحت کی نسبت الہام ہوا بہت اچھی ہے۔ درس کا سلسلہ بہی شروع ہوگیا ہے۔

۳- ہفتہ زیر اشاعت میں موسمی حالت بدستور رہی سردی خوب چمکی۔ برفباری کا نمونہ نظر آیا۔ بعض بعض دن لوگوں کا پانی یخ بستہ ہوگیا لوگوں کیلئے ایک تماشا اور اچنبا تہا بعض نے دودہ کی قلفیاں بناکر کہائیں۔ ابہی تک آسمان پورا صاف نہیں۔

۴- قادیان میں امرتسر بٹالہ کے حوالہ سے عام بازاری افواہ تہی کہ ۱۸ر فروری کو خطرناک برفباری ہوگی کسی نے ہلاکی کی۔ لاہور میں بہی ایسی افواہیں اڑیں جسکی تردید اخبارات کو کرنی پڑی۔

۵- یکم فروری کو قبل ظہر اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل الہامات اور رویا سنائے

الہامات و رویا

۱- انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون

۲- انی مع الروح معک ومع اہلک

رؤیا - ایک کاغذ دکہایا گیا جسمیں کچہ سطور فارسی خط میں ہیں اور سب انگریزی میں لکہا ہوا ہے جسکا مطلب یہ سمجہ میں آیا کہ جسقدر روپیہ نکلتا ہے سب دیدیا جاویگا۔

۶- الہ داد ایک شخص گوجرانوالہ کے ضلع کا باشندہ داخل بیعت ہوا اور اس نے تبرکاً حضور سے قرآن شریف پڑہنا چاہا حضور نے سورہ فاتحہ اسے پڑہائی۔

۷- مدرسہ تعلیم الاسلام کے جدید انتظام کے متعلق صفحہ اول پر ایک مضمون حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کا دیا گیا ہے۔

۸- مالیر کوٹلہ سے ایک معزز رئیس نے لکہا کہ ایک مولویصاحب اتفاق سے انہیں ملے ہیں اسلئے وہ قادیان آکر تحقیق حق چاہتے ہیں۔ جواب میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ بے شک وہ آجائیں تحقیق حق کیلئے سائلین کا دروازہ کہلا ہے وہ تحریری سوال کریں جواب تحریری دیدیا جاویگا۔ اس کے لئے یہاں آنا بہی چنداں ضرور نہیں۔ ہاں بصورت مباحثہ کوئی امر نہیں ہوسکتا کیونکہ اسمیں اصل مقصد ہار جیت ہوتی ہے اسلئے اعلام الٰہی کے موافق انجام آتہم میں وہ سلسلہ بند کردیا گیا ہے۔

تحصیلدار صاحب بٹالہ

۱- جناب منشی بسنت لال صاحب انچارج تحصیلدار بٹالہ لالہ موتی لال صاحب کے واپس آنے پر تحصیل بٹالہ کے چارج سے سبکدوش ہوئے۔ منشی بسنت لال صاحب کی نسبت عام طور پر رعایا میں اظہار خوشنودی ہے۔ انکی انصاف پسندی اور بے لاگ طبیعت سے لوگ بہت خوش ہیں۔ اور لالہ موتی لال صاحب کی غیر حاضری رعایا نے محسوس نہیں کی۔ میں انکے متعلق پہر لکہونگا سر دست اسیقدر کہنا کافی ہے کہ وہ تحصیل بڑی ہی خوش قسمت ہوگی جہاں منشی صاحب موصوف تشریف لیجاتے ہیں تحصیل بٹالہ کا چارج پہر لالہ موتی لال صاحب نے لیا ہے۔ لالہ صاحب موصوف کے متعلق تو کچہ کہنا ہی تحصیل حاصل ہے آپ کے اخلاقی اور شریفانہ برتاؤ کے لوگ پہلے ہی سے مداح ہیں ہاں مجہے نیازمندانہ طور پر شکایت ہے کہ انکی موجودگی میں **قادیان** کی صفائی اور سڑک بٹالہ کے پختہ کئے جانے پر پوری توجہ نہونا افسوسناک امر ہے بحالیکہ انہیں رفاہ عام کا بہت بڑا خیال اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ پبلک کی تکالیف عامہ کا انسداد ہو خوش قسمتی سے لالہ صاحب موصوف پہر تشریف لے آئے ہیں امید ہے کہ وہ اپنے ہاتہ سے شروع کئے ہوئے کام کو مکمل کرنے کی سعی کریں گے جسکی مجہے انکی ذات سے بہت بڑی توقع ہے۔ اگر انکی موجودگی میں یہ کام نہوئے تو پہر کب امید کرنی چاہئے

تحصیلدار صاحب بٹالہ کی توجہ موجہ کیلئے میں ایک اور امر بہی پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے متصل ایک بڑی ڈہاب ہے جو قواعد حفظ صحت کے رو سے **ملیریس فیور** کے انجرات اپنے اندر رکہتی ہے چنانچہ عالیجناب سول سرجن صاحب بہادر گورداسپور نے بہی ضروری سمجہا تہا کہ اسے پر کرادیا جاوے اگر لالہ صاحب قادیان تشریف لاکر اس ضرورت پر غور کریں تو بہت بڑا احسان ان کا پبلک پر ہوگا۔

اور ایک کار خیر ان کے زمانہ کی یادگار رہجائیگا۔ چونکہ لالہ صاحب الحکم کی رایوں اور نیازمندانہ التجاؤں پر محض اس لحاظ سے کہ وہ **پبلک گوڈ** کا پہلو لئے ہوئے ہوتی ہیں غور فرمایا کرتے ہیں اسلئے یہ امور پیش کئے گئے ہیں۔

افسر مال ضلع گورداسپور کی توجہ طلب

مجہے یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی ہے کہ ضلع گورداسپور کی مال افسری شیخ فیروز الدین ایسے فہیم اور باخبر شخص کے ہاتہ میں ہے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس نوٹ کو کمال توجہ اور غور سے پڑہیں گے۔

تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں حلقہ لیل کلاں کا پٹواری پنڈیداس فوت ہوگیا ہے جسکے لئے تجویز انعام ہو چکی تہی۔ امید کیجاتی ہے کہ پنڈیداس کے یتیم بچوں کے ساتہ محکمہ مال خاص سلوک کریگا اور وہ انعام جو اسکے لئے تجویز ہوا تہا ان کو دیا جائیگا اسوقت مجہے اسکے سوا اس امر پر روشنی ڈالنی ہے کہ اس خالی شدہ حلقہ پر کسی کو متعین کیا جاوے اگرچہ افسر مال صاحب اپنی منصبی حیثیت کے لحاظ سے مجہسے زیادہ باخبر اور واقف ہونگے لیکن میں اپنی مقامی واقفیت کی بنا پر ایک شخص کا نام پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ پنڈت شنکرداس صاحب لیٹ منشی افسر مال رئیس قادیان کے صاحبزادہ پنڈت سری ناتہ سہائے ہیں۔ پنڈت شنکرداس صاحب نے اپنے دوران ملازمت میں محکمہ مال کی بہت کچہ خدمات کی ہیں جو ان کے سندات سے عیاں ہیں ان خدمات کی صلہ میں انکے بیٹے کے ساتہ کوئی خاص سلوک ہونا چاہئے تہا۔ لیکن ایک یتیم اور بیخبر بچہ کس مپرسی کی حالت میں پڑا رہا اب جبکہ وہ بالغ اور ہونہار ہے اور امتحان پٹوار جو کہ محکمہ مال کے داخلہ کا دروازہ ہے پاس کر چکا ہے کوئی وجہ نہیں کہ اس کے حقوق پر نظر کرکے اوسکی تقرری اس حلقہ **لیل کلاں** میں نہو۔ میں تحصیل بٹالہ کے ذمہ وار افسر جناب تحصیلدار صاحب اور حلقہ کے گرداور دیوان جگناتہ صاحب سے امید کرتا ہوں کہ وہ اپنی مناسب رپورٹ میں پرزور الفاظ میں اس نوجوان امیدوار کیلئے بلحاظ اسکے خاندانی حقوق کے سفارش کریں گے اور افسر مال صاحب سے تو مجہے پوری امید ہے کہ انہیں حق بحقدار رسانیدن کی کوشش سے دریغ نہوگا پنڈت سری ناتہ سہائے کا تقرر اس حلقہ پر محکمہ مال کے تمام دیسی افسروں کیلئے اطمینان اور خوشی کا موجب ہوگا مجہے امید ہے زیادہ لکہنے کی حاجت نہوگی اور یہ مختصر نوٹ ہی کافی سمجہا جائیگا۔